UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188919
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—391—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۱۰۵ ل ۹۳ س ت   Accession No. ~~۹۱۰۵ ل ۹۳~~ U 1462

Author تراب علی

Title سفرنامہ کرناٹک

This book should be returned on or before the date last marked below.

سفرنامۂ کرناٹک

الموسوم باسم تاریخی

ثمرۂ سیرِ مدراس

۱۳۲۰ھ

مصنفہٗ

منشی نازکخیال محررِ عدیم المثال مجمعِ اخلاقِ حمیدہ مجموعۂ اوصافِ پسندیدہ
جناب سید تراب علی صاحب طالبعلم مدرسۂ عالیہ خلف الرشید
عالیجناب مولوی سید شجاعت علیصاحب اوّل تعلقدار دام اقبالہٗ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد میں چھپا

سفرنامۂ کرناٹک

الموسوم باسم تاریخی

ثمرۂ سیر مدراس

۱۳۳۰ھ

مصنفہ

منشی نازک خیال محرر عدیم المثال جامع اخلاق حمیدہ مجموعۂ اوصاف پسندیدہ
جناب سید تراب علی صاحب طالب علم مدرسۂ عالیہ خلف الرشید
عالیجناب مولوی سید شجاعت علی صاحب اول تعلقدار دام اقبالہ

باہتمام سید محمد طاہر رضا

مطبع انوار الاسلام حیدرآباد میں چھپا

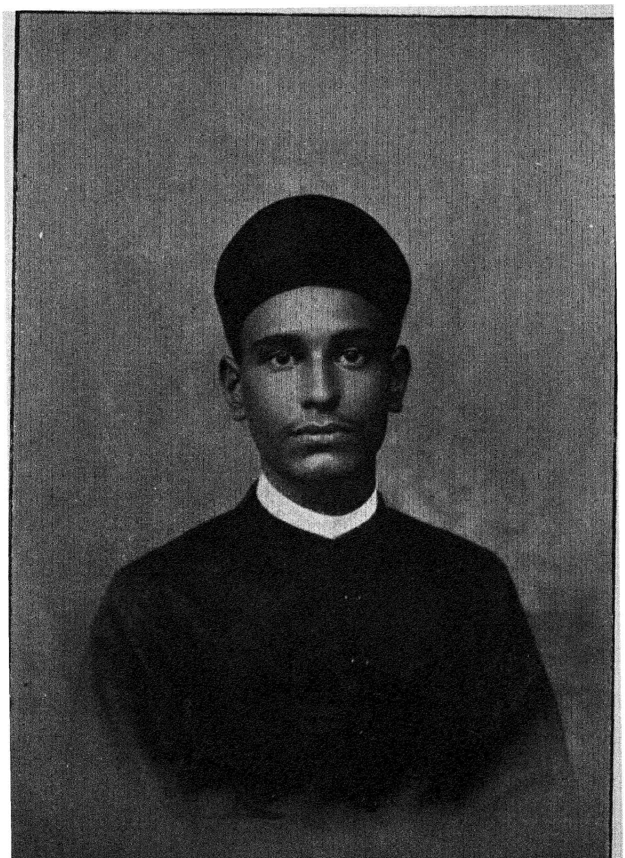

SYED TOORAB ALLY.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

گو کہ یہہ میرا روزنامچہ سفر کرناٹک موسوم بنام تاریخی ثمرۂ سیر مدراس ایسا نہین کہ جسکے دیکھنے سے علی العموم لوگون کو فائدہ حاصل ہو کیونکہ یہہ کسی لائق۔ تجربہ کار۔ عالی دماغ شخص کا لکھا نہین ہی اور نہ یہہ کسی ایسے دور و دراز ملک کا سفرنامہ ہی کہ جسکے پڑھنے کا لوگون کو اشتیاق ہو بلکہ یہہ میرے وطن آبائی علاقۂ مدراس کے سفر کا روزنامچہ ہے جو حیدرآباد دکن سے بالکل ملا ہوا (جہان مین اور میرے احباب رہتے ہین) اور ہندوستان کا جنوبی قطعہ ہے۔ اور اسکا محرّر یعنے مین بالکل محدود لیاقت و خیالات والا ہون۔ میری انگریزی لیاقت مڈل کی اور اُردو استعداد بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ میرے مطالعہ سے شائد آٹھ دس اُردو کتابین بھی برابر نہ گزری ہونگی۔ پس اب ناظرین غور فرما سکتے ہین کہ اس استعداد و قابلیت اور تجربہ کے آدمی نے کیسا سفرنامہ لکھا ہوگا اور ایسے شخص کے سفرنامہ سی کہانتک سفرنامہ کی اغراض

پوری ہوسکتی ہین-

حقیقتہً اسکو سفرنامہ کہنا گویا سچے فائدہ رسان سفرنامونکی تضحیک کرنا ہی کیونکہ سفرنامہ کوئی چھوٹی چیز نہین اور اُسکا لکھنے والا مجھ جیسا کم حوصلہ نہین ہوسکتا بلکہ وہ ایک وسیع النظر نکتہ بین-صاحب بصیرت-لائق اور بڑا محرر ہونا چاہیئے-

سفرنامہ اُسکو نہین کہتے کہ جسمین "اسوقت مین فلان مقام پر پہنچا-اتنی دیر ٹھہرا-اسوقت نکلا-وہان ایک بڑا اسکان دیکھا" یا کچھ ایسا ہی لکھا ہو (جیسے کہ مین نے لکھا ہے) بلکہ وہ ایک اچھا خاصہ معلومات کا ذخیرہ ہوتا ہی-

غرض انھین خیالات نے مجھے سفر مین روزنامچہ لکھنے سے باز رکھا-حالانکہ والد نے میری روانگی کے وقت مجھے اپنے روزانہ حالات لکھنے کیلیے تاکیداً فرمایا تھا اور پھر میرے جانیکے ایک ہفتہ بعد ایک خط کے ذریعہ سے مجھے روزنامچہ لکھنے کی سخت تاکید فرمائی تھی مگر مین نے اُسکو زائد از حوصلہ سمجھکر سفر مین لکھنے کا مطلق خیال نہین کیا-میری واپسی کے دو مہینے بعد جب مین نے غور کیا تو بعض باتین تو مین بھول گیا تھا اور بعض بھولی جاتی تھین-اُسوقت مجھے اپنا روزنامچہ نہ لکھنے کا سخت افسوس ہوا-پس مین نے اُتنی ہی یاد غنیمت جانی اور اُسی یاد پر اس سفرنامہ کو بطور روزنامچہ اپنی یادداشت کیلیے لکھنا شروع کیا-چونکہ مین نے سفر مین اکثر امور نوٹ کر لیے تھے اسلیے مجھے اسکے لکھنے مین کسیقدر آسانی ہوئی-اگر مین نے اسکو اثناء سفر مین لکھا ہوتا تو مجھے یقین ہی کہ مین اپنے تازہ تازہ

خیالات کو اچھی طرح ظاہر کرسکتا۔

جب اسکو لکھ چکا تو مجھے اسکے چھپوانے اور اُن میرے احباب کو تقسیم کرنیکا خیال پیدا ہوا جو کبھی مدراس یا اُسکے علاقجات کو نہین تشریف لے گئے اور جو وہان کے حالات سے ناواقف ہین اور جنکے حق مین مدراس کی قربت اور امریکہ کی بُعدت یکسان ہی۔

اگرچیکہ جیسے مین نے اوپر بیان کیا ہے یہہ میرا سفرنامہ نہ ایسا مفید ہی اور نہ اسمین وہ باتین ہین جو ایک سفرنامہ مین ہونی چاہئین۔ لیکن مین اس سے اتنی توقع تو ضرور رکھتا ہون کہ اسکے ملاحظہ سے اُن میرے معزز احباب کو کچھ نہ کچھ وہان کی حالات سے واقفیت ہوجائیگی جسکے طفیل مین مین بھی اپنے ہم وطنون اور احباب کی توسیع معلومات کا ایک ذریعہ ہونیکا فخر حاصل کرونگا۔ لہذا مین نے اس کے چھپوانے کی جرأت کی اور مجھے قوی امید ہے کہ میری لیاقت وغیرہ کو مدنظر رکھکر جس کو مین نے اول ہی بہ تشریح بیان کردیا ہے اور نیز میری نیک نیتی کو ملحوظ خاطر رکھکر کوئی صاحب اس سفرنامہ کو معترضانہ نظر سے ملاحظہ نہ فرمائینگے بلکہ بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرماکر مجھے ممنون فرمائینگے۔

آنان کہ خاک را بنظر کیمیا کنند آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

حیدرآباد دکن
۱۴ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء م ۱۴ شوال سنہ ۱۳۲۰ھ

سید تراب علی

جنرل ویو

شہر مدراس

آبادی و رقبہ وغیرہ شہر مدراس کی مردم شماری چار لاکھ پچاس ہزار ہے۔ یہہ جنوبی ہندوستان مین سب سے بڑا اور ہندوستان مین تیسرا[1] شہر سمجھا جاتا ہے۔ اس شہر کا رقبہ ستائیس مربع میل ہے۔ یہہ صوبۂ مدراس کا مستقر ہے۔ مدراس ایک تجارت گاہ ہے۔ اسکی تجارت جزائر سنگاپور۔ رنگون۔ کلکتہ۔ سیلون اور مصر سے بکثرت ہی۔

شہر کے تاریخی حالات سنہ ۱۶۳۹ عیسوی مین انگریزون نے راجۂ چندرگری سے شہر مدراس کو حاصل کیا اور قلعۂ سنٹ جارج تعمیر کیا۔ سنہ ۱۷۰۲ع مین داؤدخان نے اس پر حملہ کیا مگر کامیابی نہین ہوئی۔ سنہ ۱۷۴۴ع مین فرانسیسیون نے اسکو فتح کیا لیکن سنہ ۱۷۴۹ع مین عہدنامہ اکسلاشاپل کے مطابق کمپنی[2] کو واپس دیا گیا۔ سنہ ۱۷۵۸ع مین اسپر فرانسیسیون نے دوبارہ چڑھائی کی مگر بے سود۔ اسکے بعد سے

---

[1] ہندوستان مین سب سے بڑا شہر کلکتہ ہے جسکی آبادی آٹھ لاکھ باسٹھ ہزار (۸۶۲۰۰۰) ہے۔ اس کے بعد بمبئی شمار کیا جاتا ہی جسکی آبادی آٹھ لاکھ بائیس ہزار (۸۲۲۰۰۰) ہے۔ [2] انگریزی۔

ابتک شہر مدراس حملون وغیرہ سے محفوظ اور انگریزون کے زیر حکومت ہی۔

شہر کی عام حالت | باوجودیکہ حیدرآباد سے مدراس بڑا شہر ہے مگر جو رونق کہ حیدرآباد مین نظر آتی ہے مدراس کو نصیب بھی نہین۔

شہر کی سڑکین بہت ہی کشادہ ہین۔ عموماً مکانات گنجان نہین ہین صرف پٹن[۵] مین کسیقدر گنجانی ہی۔ شہر کی اکثر سڑکون پر ٹراموے دوڑتی ہے جسکا کرایہ بہت کم ہی مدراس مین اکثر معمولی لوگون کی یہی سواری ہے۔

شہر مین اکثر مخصوص مقامات پر برقی روشنی کا انتظام ہے۔ مدراس مین سرکاری عمارتون اور بعض بڑی شاپون وغیرہ پر گیروا رنگ کیا جاتا ہے۔ یہان کی قریب قریب سب عالیشان عمارتین گنبدنما ہین۔

سیرگاہین | (۱) بیچ یعنے سمندر کا کنارہ:۔ ہر شام کو ساڑھے چار پانچ سے سات بجے شب تک یہان اکثر لوگون کا مجمع رہتا ہے جنمین انگریز اور برہمن لیڈیون کی کثرت رہتی ہے۔ ان سب کی تشریف آوری خیالی پرستان کو وجود مین لاتی ہی۔ سات کے بعد سے فقط شوقین طبیعت لوگون کا مجمع رہتا ہے۔ چاندنی راتون مین دس کے بعد اکثر پردہ نشین عورتین بھی آتی ہین۔

(۲) پیپل اسپارک:۔ یہہ یہان کا باغ عامہ ہے۔ اسمین کچھ جانور بھی ہین بعض لوگ یہان بھی تفریحاً آیا کرتے ہین۔ باغ مین دریا سے ایک نہر لائی گئی ہے جسمین

---

[۵] مدراس کا آباد ترین محلہ جسکو انگریز بلاک ٹون کہتے ہین۔

چند کشتیان چھوٹی ہوئی ہین جو لوگون کو کرایہ پر دیجاتی ہین جسکے فی اسم چار آنہ دینے پڑتے ہین۔

(۳) کمپنی کا باغ :- یہان بھی لوگ آیا کرتے ہین مگر کم۔

شہر کے مشہور اور قابل دید مقامات

ہاربر[1]- ہائی کورٹ[2]- لیٹ ہوس[3]- مدراس بیانک- جنرل[4] پوسٹ آفس- سنٹ ہوس[5]- انجنیرنگ کالج- پرنسڈنسی کالج- رونیو بورڈ آفس[6]- وائی ایم سی اے[7]- کرسٹین کالج- فورٹ سینٹ جارج[8]- سنٹرل اسٹیشن- جنرل ہاسپیٹل[9]- مور مارکیٹ- پیپل پارک[10]- رن ہنٹ اینڈ کو- اسپنسر اینڈ کو- پی آر اینڈ سنس- مدراس کلب- لائبرائری[11]- میوزیم[12] آبزرویٹری[13]- آگریکلچرل گارڈن- پرم بور ورک شاپ۔

ریلوے اسٹیشن

شہر مدراس مین کل چار ریلوے اسٹیشن ہین :-

(۱) سنٹرل اسٹیشن- علاقۂ مدراس ریلوے۔

(۲) رائی پورم اسٹیشن- علاقۂ مدراس و ایسٹ کوسٹ ریلوے۔

(۳) اگمور اسٹیشن- علاقۂ سدرن انڈیا ریلوے۔

(۴) بیچ اسٹیشن- علاقہ سدرن انڈیا و ایسٹ کوسٹ ریلوے۔

---

[1] گودی۔ [2] عدالت العالیہ۔ [3] وہ ستون جس پر جہازون کی رہبری کیلیے ایک بڑا چراغ روشن کیاجاتا ہے۔ [4] صدر ٹپہ خانہ۔ [5] سنٹ گھر۔ [6] مجلس مالگزاری۔ [7] ینگ من کرسچین اسوسیئشن یعنے انجمن نوجوانان دین عیسوی۔ [8] قلعہ مدراس۔ [9] صدر دواخانہ۔ [10] باغ عامہ۔ [11] کتب خانہ۔ [12] عجائب خانہ۔ [13] وہ مقام جہان سے سیارے وغیرہ دیکھے جاتے ہین۔

سواریاں | یہان کی کرایہ کی بگھیان ایسی نفیس ہوتی ہین کہ حیدرآباد والے جوکرایہ کی بگھیون گھوڑون کو بدترین سواری سمجھتے ہین ہرگز یقین نہین کرین گے کہ یہہ کرایہ کی گاڑی ہے۔ مدراس مین ٹراموے کی وجہ سے عموماً لوگون کو بعید آرام ہے۔ یہہ گاڑی بجلی کے ذریعہ سے چلتی ہے۔ یہہ ایک ہی ڈبہ ہوتاہی جسمین ہرقسم کے آدمی بیٹھتے ہین اگر اسمین درجۂ خاص بھی رکھا جائے تو مناسب ہے اسکا کرایہ بہت ہی کم ہونیسے اسمین لوگون کی کثرت رہتی ہے۔ عام لوگ اکثر اسی مین کچہری وغیرہ جایا کرتے ہین۔ اسکی حالت بالکل ریل کے تیسرے درجہ کی سی رہتی ہی۔ بگھیون اور ٹراموے وغیرہ کے کرایۂ ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔

تختہ کرایہ بگھیان وغیرہ

اوقات	جوڑی	یکہ	جھٹکہ	دو بیل کی گاڑی	ایک بیل کی گاڑی
تمام دن کیلیے یعنے صبح کے چھ بجے سی شام کے چھ بجے تک۔	عہ ر	سے	عمہ ۸/	عمہ ۸/	عمہ
چھ گھنٹون کیلیے یعنے صبح کے چھ بجے سی بارہ تک یا بارہ سی شام کے چھ تک یا شام کے چھ سے رات کے بارہ تک	للعہ	عمہ ۱۲/	عمہ ر	عمہ /	۱۲/

تختہ کرایہ ٹراموے

از	تا	کرایہ آنہ	کرایہ پائی	از	تا	کرایہ آنہ	کرایہ پائی
رائی پیٹ	سنٹرل اسٹیشن	۰	۹	میلاپور	سنٹرل اسٹیشن	۱	۰
رائی پیٹ	ہائی کورٹ	۱	۰	میلاپور	ہائی کورٹ	۱	۳
رائی پیٹ	ہارس برڈج	۰	۶	اگمور	بیچ	۱	۳
رائی پیٹ	بیچ	۱	۳	رائی پیٹ	مدراس کلب	۰	۶
میلاپور	بیچ	۱	۶	مور مارکٹ	اوینینگ بزار	۰	۶
میلاپور	ٹری پلیکین (ٹلملکہڑی)	۰	۶	اگمور	مور مارکٹ یا سنٹرل اسٹیشن	۰	۶
میلاپور	ہارس برڈج	۰	۹	اگمور	میلاپور	۱	۰

نوٹ - اگر کوئی شخص کسی دو اسٹیشنون کے درمیان اُترے تو اُسکے ساتھ کوئی رعایت نہین کی جاتی ہے بلکہ اُسکو پورا مقررہ کرایہ دینا ہوگا۔

مسافرونکے لیے اُترنیکے مقامات وغیرہ۔

مدراس مین مسافرونکے لیے ہر طرح کا آرام ہے۔ پہلے تو مسافر اسٹیشن پر اُترتے ہی حمال سامان کو جیسی گاڑی مین رکھنے کیلیے اُس سے کہا جائے لیجاکر رکھدیتا ہے۔ گاڑیون کے کرائے مقرر ہین تکرار کی ضرورت نہین ہوتی۔ شہر کے ہر محلہ مین ہوٹلس ہین۔ جس محلہ مین مسافر اُترنا چاہے اُتر سکتا ہے۔ ہر ہوٹل مین مسافر کو اپنے گھر کا جیسا آرام

میسر ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے حیدرآباد مین اجنبی مسافر کو جسقدر تکلیف کہ ایک مسافر کو سفر مین پہنچ سکتی ہے اُٹھانی پڑتی ہے۔ نہ تو حیدرآباد مین سواری کا کوئی خاطر خواہ انتظام ہے نہ اُترنے کیلیے معقول ہوٹلیس ہین۔ حیدرآباد مین صرف دوہی ہوٹل ہین جنمین مسافر ٹھہر سکتا ہے۔ حیدرآباد ہوٹل جو یہان کا بڑا ہوٹل سمجھا جاتا ہے مدراس کے ایک چھوٹے سے ہوٹل کی برابری بھی نہین کرسکتا۔ حیدرآباد حالانکہ ایک بڑی ریاست کا پایۂ تخت اور امرائے عظام کا مسکن ہے مگر یہان کوئی ایسی سرائے نہین ہے کہ جہان ہر مذہب وملت کا مسافر ٹھہر سکے۔ مدراس مین اسٹیشن کے روبرو راماسامی نامے ایک شخص نے ایک چھتر بنایا ہے جسمین ہر قوم کے لیے علٰحدہ علٰحدہ مکانات بنے ہوئے ہین۔ افسوس کہ حیدرآباد کے امرا ایسی رفاہ عام کی باتون کی طرف کچھ توجہ نہین فرماتے جو اُنکا فرض ہے۔ ذیل مین شہر مدراس کے ہوٹلون کے نام مع پتہ کے درج ہین

تختۂ اسمائے ہوٹلیس وغیرہ

نام	واقع	نام	واقع
الگزنڈرا ہوٹل	آرمینین اسٹریٹ	برنگھام ہوٹل	مونٹ روڈ
ناول مورل ہوٹل	وسٹ کاٹ روڈ رائی پیٹھ	بکنگھام ہوٹل	برانسن گارڈن مع سکاٹ روڈ

نام	واقع	نام	واقع
کیاپرہوس ہوٹل	سوتھ بیچ۔ سان تھام	گرانڈ ہوٹل	سکنڈ لین۔ بیچ۔
سنٹرل ہوٹل	رنڈالس روڈ۔ ویپری	لانگ ہام ہوٹل	مونٹ روڈ
کمرشیل ہوٹل	آرمینین اسٹریٹ	مورس گارڈنس ہوٹل	ننگم پاکم
کنی مرا ہوٹل	مونٹ روڈ	نیشنل ہوٹل	آرمینین اسٹریٹ
الفنس ٹن ہوٹل	مونٹ روڈ	سالسبری ہوٹل	رائی پیٹ
الفنسٹن ہوٹل (شاخ)	کمانڈر انچیفس روڈ اگمور	وکٹوریا ہوٹل	کمانڈر انچیفس روڈ اگمور
اسپلینیڈ ہوٹل	براڈوے		

اہل مدراس کی خصائل اور طرز تمدن وغیرہ

غالباً اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ ہر ملک اور ہر شہر مین اچھے برُے سب قسم کے لوگ رہتے ہین۔ مگر سیاح یا دیگر مورخین فقط باعتبار کثرت اہلِ ملک کے خصائل وغیرہ پر ریمارکس کرتے ہین۔ سیاحون پر میرا ہمیشہ یہہ اعتراض رہا کہ وہ کیون عارضی طور پر ہفتہ دو ہفتہ یا منتہیٰ تین چار ماہ کسی جگہ پر رہ کر بعض اُن لوگون پر سے کہ جنسے اُنکو سابقہ پڑا ہے وہانکے جملہ باشندون کے

اوصاف وغیرہ پر ریمارکس کرنے کی جرأت کرتے ہین۔ یہہ ممکن ہی کہ سیّاح صاحب کو اچھون ہی سے سابقہ پڑا ہو اور شہر مین بُرون کی تعداد زیادہ ہو یا یہہ کہ شہر مین اچھے زیادہ ہون مگر اُنکو بُرون سے سابقہ پڑا ہو۔ مین سیاحونکی اس حرکت کو بہت ہی بُری نظر سے دیکھا کرتا تھا اور دیکھا کرتا ہون اس لیے کہ یہہ ایک بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اگر کچھ اُلٹا سیدھا لکھدیا جائے تو جملہ ناظرین کو غلط باور کرانے کے علاوہ بیچارے باشندون پر ناحق ایک الزام دھر کر اُنکی کم وقعتی کرنا ہے۔ یا مفت اُن کی بیجا تعریف کرکے اُنھین شرمندہ کرنا ہے۔ غرض مجھ بے تمیز کو جب یہہ موقع ملا پہلے تو مین نے مندرجۂ بالا خیالات سے اسکا لکھنا نامناسب سمجھا مگر پھر مین نے یہہ تجویز کی کہ ہر اپنے نئے اور بُرے اپنے تجربہ اور خیال کو جو اہل مدراس کی نسبت ہی چند معزز منصف مزاج اہل مدراس سے عرض کرکے اُنکی ذی وقعت رائے لون اور اِسکے بعد جو بات کہ درجۂ یقین کُلّی کو پہنچے درج سفرنامہ کرون۔ چنانچہ مین نے حسبہٖ تحقیق کی اور اہل مدراس کے حالات وخصائل و اوصاف وغیرہ پر حسب ذیل ریمارکس کیے۔

نوٹ۔ چونکہ مجھے سوائے مسلمانون کے نہ کسی سے کوئی ایسا سابقہ پڑا اور نہ مجھے کسی اور فرقہ کے حالات کی کوئی تحقیق ہوئی اسیلیے مین نے صرف مسلمان حضرات کے طرز تمدن وخصائل وغیرہ پر بحث کی ہی۔

عموماً یہان کے مسلمان انتہائے درجہ غریب اور محتاج مگر بڑے ہی کشادہ دل ہین۔ اس غربت مین انکی کشادہ دلی بیشک قابل تحسین ہے۔ مذہبی امور مین توبہ اپنے کو بیچ کر خرچ کرنے کے لیے موجود ہین خصوصاً شیعہ محرم کی مجالس وغیرہ مین اپنی سال بھر کی کمائی بے دریغ صرف کر دیتے ہین۔ یہہ بڑے رحم دل ہوتے ہین۔ ان کی اخلاقی حالت درست ہے مگر کسیقدر عیب بھی ہوتے ہین۔ ان کو بہت جلد غصہ آجاتا ہے اور تحمل بہت کم کرتے ہین۔ یہہ ذراسی بات پر بہت گھبرا جاتے ہین۔ ان کا قلب بالکل رقیق ہے۔ اِن کے مزاج مین تلوّن کا مادہ بہت بڑھا ہوا ہے۔ یہہ کسی بات پر قائم نہین رہتے۔ شگونون پر اکثر انکے کامون کا دارومدار ہے۔ انمین ظاہر اکرّوفر کا بہت کم خیال ہی میری دانست مین ہر آدمی کو ایک حدتک اسکا خیال رکھنا ضرور ہی۔ یہہ نشہ بازی کو بدترین افعال اور نشہ باز کو بدترین اشخاص سمجھتے ہین۔ بلاشبہ نشہ بازی ایسی ہی قابل نفرین چیز ہے۔ اِن مین وضع کی پابندی کا ہندوستان کی دوسری باشندونکی نسبت کرتے بیحد خیال ہے مگر بے اصول۔ ہر آدمی پر لازم ہی کہ وہ اپنی وضع کا پابند رہے لیکن اسکا خیال ضروری ہے کہ اگر اپنی وضع مین کوئی نقص ہو تو اُسکو فوراً چھوڑکر کسی دوسری اچھی چیز بلا تعصب اختیار کرین۔ میری رائے مین پابندی وضع کے ساتھ اگر یہہ شرط نہ ہو اور لوگ اپنی ہی قدیم عادات و اطوار پر خواہ وہ کیسے ہی ہون قائم رہین تو ایسی پابندی وضع

محض لغو اور لائق توہین ہے آجکل اکثر لوگون نے جنکو انگریز مرید کہنا چاہیئے اپنی قدیم باتونکو قطعاً متروک کرکے انگریزونکی بری سی بری بات کی تتبع کرلی ہے اور بعض اُنکی ضد پر غیر کی کسی اچھی چیز کی بھی تتبع کرنے کو کفر کے مساوی سمجھتے ہین۔ میرے خیال مین یہہ دونون بھی غلطی پر ہین۔ تاہم آخر الذکر لوگ اول الذکر لوگون سے بدرجہا اچھے ہین کیونکہ ان مین غیرت کا مادہ ہے اگر ان پر ایک الزام لگایا جائے تو وہ دو کے مستحق ہین۔ اُن مقلدون کو ذرا بھی اپنی چیز کا پاس نہین۔ یہہ ان حرکات سے آپ کو اپنے معتقد اُون کے پاس ذلیل اور کم وقعت کرتے ہین۔ مشکل تو یہہ ہوگئی ہے کہ آجکل ہندوستان کے رؤسا و امرا غیرون کی تقلید فوراً کرلیتے ہین جسکا برا اثر عام باشندون پر پڑتا ہے۔

ع۔ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اہل مدراس بھی گو پابند وضع ہین مگر اپنی اصلاح نہین کرتے بلکہ اپنے قدیم بلا ترمیم طریقون پر عامل ہین۔

عموماً اہل مدراس کو جوتہ پہننے سے بیزارگی ہے۔ یہہ لوگ خیر باہر جاتے وقت تو طوعاً و کرہاً جوتہ پہن لیتے ہین مگر گھر مین بالکل ننگے پاؤن ادھر اُدھر بلا تکلف پھرا کرتے ہین۔ مین نے یہہ کیفیت غریبون۔ متوسط درجہ والون۔ جاہلون۔ عالمون۔ بچون۔ بوڑھون۔ بن ڈاڑھی والون۔ ڈاڑھی والون سب مین دیکھی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ان مین مذہب کی پاسداری تعصب کی حد تک پہنچی ہوئی ہے

جسکو مین محض جہالت اور بے سمجھی کا نتیجہ سمجہتا ہون - خواہ وہ بڑے بڑے عالمون
اور فاضلون مین کیون نہ ہو - عام طور پر دنیا کا رواج ہی ہے کہ ہر شخص اپنے
والدین کے مذہب کو اختیار کرتا ہے اور اُسی مذہب پر اپنا عملدرآمد رکھتا ہے -
اگر کوئی غیر مذہب والے صاحب یہہ خیال فرمائین "کہ میرا مذہب معقول اور برحق
ہے اور دوسرے کا مذہب مہمل اور باطل - پس اُسکو حق پر چلنا چاہئیے (یعنے
اپنے مذہب پر کیونکہ وہ اُسی کو مذہب حق سمجہتے ہین) اور چونکہ وہ راہ راست پر
نہین ہے لہذا اُس سے خصومت رکھنی لازمی ہے" تو بڑی مشکل ہو جائے گی -
اسمین شک نہین کہ ہر مذہب والا صرف اپنے ایک ہی مذہب کو سچّا اور دوسرے
جملہ مذاہب کو باطل سمجہتا ہے - حقیقتًہ اگر وہ ایسا خیال نہ کرے تو وہ اپنے مذہب
مین کامل نہین ہو سکتا مگر یہہ غور کرنا چاہئیے کہ وہ خود جس مذہب پر ہے وہ
برحق ہے یا باطل - اگر اُسکی دریافت مین اُسکا مذہب برحق ثابت ہو جائے تو
کافی اور قابل اطمینان نہین - کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین لاکھون مذاہب اور
ہر مذہب مین سیکڑون فرقے اور ہر فرقہ مین متعدد علماء اور فضلاء موجود ہین -
اور ہر فرقہ کے علما نہ صرف اپنے مذہب کے برحق ہونے کی ہزارون دلیلین
پیش کرتے ہین بلکہ دوسرے جملہ مذاہب کے باطل ہونیکے بھی دلائل پیش
کرتے ہین - یہہ تو مسلمہ امر اور ہر فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جملہ مذاہب کے منجملہ صرف
ایک ہی سچا مذہب ہے پس اسکی تحقیق کرنا کہ دنیا کے لاکھون مذاہب کے منجملہ

کونسا مذہب سچا ہے۔ میرے خیال مین انسان سے اُسکی چھوٹی سی عمر مین ممکن نہین
کیونکہ اسکی تحقیق کیلیے بڑی بڑی مذہبی مستند کتب کو دیکھنا ضروری ہے جسکے
لیے اُسکو اُن کل زبانون سے واقف ہوجانا چاہیئے جنمین متفرق مذاہب کی کتب
تحریر ہین گویا اسکو قریب قریب دنیا کی تمام زبانون سے واقف ہوجانا چاہیئے۔ علاوہ
برین اس کام کیلیے زبان سے معمولی واقفیت بھی کافی نہین کیونکہ مذہبی کتب کو پڑھکر
اُنکے نکات کو اچھی طرح سمجھنا معمولی بات نہین ہے اور اسکے لیے کچھ شُدبُد ذرا کام
نہین آسکتا مثلاً مسلمانون کا قرآن اور دیگر احادیث وغیرہ کی کتابین ہین۔ تو کیا
کوئی معمولی عربی دان سمجھ سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اُنکے مطالب کو پہنچنے کے لیے
ایک بڑے عالم جید کی ضرورت ہے۔ میری دانست مین دنیا کی آدھی زبانون بلکہ
پاؤ سے کم زبانون مین بھی کچھ برائے نام شُدبُد حاصل کرنا آدمی سے ناممکن ہے
چہ جائیکہ قریب قریب کل زبانون مین مہارت کلی حاصل ہو۔ اگر کوئی شخص
مذہب حق کی تحقیق مترجم کتابون کے دیکھنے سے کرے تو عین نادانی ہوگی اور
اُسکی ایسی تحقیق واجبی نہین ہوسکتی۔ ممکن ہے کہ مترجم صاحب نے کچھ کا کچھ لکھ
دیا ہو۔ جسکی وجہ سے اصلی مطلب فوت ہوگیا ہو۔ جیسے کہ انگریزون نے کلام اللہ
کا ترجمہ اکثر موقعون پر محض غلط کیا ہے۔ اور کچھ کا کچھ لکھدیا ہے۔ پھر ایسے
ترجمون پر محقق کیونکر بھروسہ کرسکتا ہے اور اُسکی ایسی تحقیق سے کیا نتیجہ
نکلیگا۔ غرض ایسے ترجمون کے دیکھنے سے کوئی نتیجہ برآمد نہین ہوسکتا۔

سوائے اسکے کہ انکے مطالعہ کا وقت ضایع جائے - اب یہہ ظاہر ہوگیا کہ آدمی سے اسکا تصفیہ قطعاً ممکن نہین - پھر کس بنا پر ایک مذہب والا اپنے مذہب کو سچا اور دوسرے کے مذہب کو باطل سمجھکر دوسرے مذہب والے پر یہہ علت لگاکر کہ وہ راہ راست پر نہین چلتا خصومت رکھے - میرے خیال مین ہرگز کسی کو کسی مذہبی تعصب نہ رکھنا چاہیئے خصوصاً کسی حاکم کو تو مذہبی تعصب رکھنے والے کی صحبت تک سے احتراز کرنا ضرور ہے - تعصب فقط جہالت کی نشانی ہی - غور سی دیکھا جائے تو مذہبی تعصب جاہلون ہی مین نظر آئیگا - جاہل سے ان پڑھ مراد نہین - بلکہ ہر کوئی خواہ عالم ہو یا بے علم جسکی طبیعت مین مادۂ جہالت ہو مراد ہی - یہہ ہرگز کسی سنجیدہ طبع کا شیوہ نہین - یہہ بھی واضح ہو جائے کہ کوئی شخص ان خیالات سے کہ معلوم نہین کونسا مذہب سچا ہے - مین کیون کسی مذہب کا پابند رہون ممکن ہی کہ میرا مذہب باطل ہو" اگر کوئی مذہب اختیار نہ کرے تو بڑی نادانی ہی - اسواسطے کہ ممکن ہے وہی مذہب برحق ہو - ماسوا اسکے لامذہب ہونیسے کسی مذہب پر ہونے مین بڑے بڑے فوائد دیکھے گئے ہین - اسمین تو کسی کو کلام نہ ہوگا کہ ہر مذہب مین آدمی کو متفرق پیرایون مین عمدہ باتون ہی کی تعلیم دی گئی ہے - بہر حال انسان کو کسی نہ کسی مذہب کا پابند رہنا چاہیئے - ہر مذہب والے کو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ اُسکا مذہب برحق ہے اور پھر اُسکو اُسکے مذہب کے علماء سے اپنے مذہب کی معلومات زیادہ کرنی چاہیئے -

مندرجہ بالا تحریر سے میرا مطلب صرف یہہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے مذہبی تعصب نہ رکھے۔ اگر وہ کسی مذہب کو بُرا سمجھے تو چنداں مضائقہ نہین لیکن اُس مذہب والے سے بدی نہ رکھے۔ اگر بدی رکھنے والے صاحب کا مذہب سچّا بھی مان لیا جائے تو بھی وہ شخص اس واسطے بے قصور ہے کہ وہ لاعلم ہے۔

سفر کے تاریخ وار حالات

یکم جون ۱۹۰۲ء روز یکشنبہ

آج مین صبح کے دس بجے چھاؤنی لنگسگور سے روانہ ہوا - قریب سوا گیارہ کے ہٹی گولڈ[1] مین پہنچا - یہان پندرہ بیس منٹ مسٹر گرے میانیجر کی ملاقات مین گزرے - مین نے اُنسے چند سونے کے پتھر لیے اِسکے بعد یہانسے بارہ کے قریب نکلا - مسٹر موصوف سے مجھے پہلے ہی سے تعارف تھا جبکہ مین اوائل ماہ گزشتہ مین معیت مکرمی میر عسکر علیخان صاحب ناظم دیوانی و مشفقی مرزا حیدر بیگ صاحب سوم تعلقدار یہہ معدن دیکھنے آیا تھا - یہان کی معدن تمام دنیا کے اگلے کُھدے ہوئے معدنون سے عمیق تر ہے - ابتک پچھلے کُھدے ہوئے معدنون مین تمام روئے زمین پر اِس سے زیادہ کوئی عمیق دریافت نہین ہوئی - مسٹر گرے فرماتے تھے کہ "بعض معدن (۳۵۰) فیٹ تک زمانہ قدیم کے کُھدے ہوئے ثابت ہوئے ہین - مگر اسکی یہہ کیفیت ہے کہ ابتک ہم لوگون نے (۴۵۰) فیٹ کھودا ہے اور کھودتے جاتے ہین مگر ابھی تک اگلے کُھدے ہوئے[2] سے آگے نہین بڑھے - نہین معلوم کہ ہمکو اور کتنا کھودنا پڑیگا "
اِسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین بھی ایر پمپ[3] و دیگر مشین موجود تھے

---

۱ مقام ہٹی کے سونے کی معدن - ۲ ابھی تک اگلے کُھدے ہوئے سے آگے نہین بڑھے سے یہہ مطلب ہے کہ اگلے کُھدے ہوئے پر جو مٹی وغیرہ بہ سبب زمانۂ دراز گزر جانیکے پڑ گئی ہے اُسکو کھودے جاتے ہین - ۳ وہ آلہ جسکے ذریعہ سے ہوا پہنچائی جاتی ہے -

اور نیز اُس زمانہ کے لوگ بلحاظ اپنی قابلیتوں اور دانائیون کے موجودہ لوگونسے کم نہ تھے جسکی شہادت ایسی قدیم چیزون سے ملتی ہے۔ پس لوگونکا پچھلے زمانہ مین ان چیزون کو معدوم بتلانا اور قدیم لوگونکو حیوان مطلق۔ بے ادراک و تمیز سمجھنا محض اُنکی غلطی اور لاعلمی ہے۔ اگر بالفرض وہ زمانہ ایسے آلات سے خالی تھا تو اُن لوگون نے کس ترکیب سے زمین مین اتنے فاصلہ تک رسائی کی۔ کیونکہ زمین مین بغیر اِن آلات کے اسقدر کھودنا ممکن نہین۔ اگر ایرپمپ نہ تھا تو انھون نے ہوا پہنچانے کا کیا انتظام کیا تھا۔ اور پانی وقتاً فوقتاً کسطرح خالی کیا گیا اور بغیر ان انتظامات کے ایسی عمیق معدن مین لوگ کیسے کام کرسکے۔ اگر پُرانے شوالون یا قدیم قلعون وغیرہ کو دیکھین تو حیرت ہوگی کہ بڑی بڑی چٹانین جو آدمی سے بلا امداد مشین اُن بلندیون پر چڑھانا ممکن نہین کیونکر ممکن کیا گیا۔

ان موقعون پر قدیم زمانہ کو ناشائستہ سمجھنے والونکو یا تو اُس زمانہ مین مشین وغیرہ کی موجودگی اور اُن لوگون کی شائستگی کا اقبال کرنا یا راکشون کے وجود اور اُنکے ایسے کامون کی انجام دہی کو سچا جاننا پڑتا ہے۔

اگر تھوڑی دیر کے لیے یہہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ اُس زمانہ مین مشین وغیرہ ایجاد نہین ہوئے تھے تو اور بھی اُن لوگون کی ذہانت اور مزید قابلیت کا ثبوت ہے کہ اُنھون نے بغیر ایسی لازمی چیزون کی امداد کے وہ کام کیے ہین کہ جنکو زمانہ حال کے لوگ سوا اُنکی امداد کے نہین کرسکتے۔ پس ہر اعتبار اور ہر صورت سے

وہ لوگ زمانۂ حال کے لوگون پر ہر طرح فوقیت رکھتے تھے۔

غرض اُس دفعہ جب ہم ہٹی آئے تھے مسٹر گریو نے ہمسے اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ ہم اُن کے ساتھ معدن مین اُترین۔ چونکہ مجھے والد نے پہلے ہی سے اندر اُترنے کی سخت ممانعت فرما دی تھی لہذا مجھے تو اُن سے مجبوراً معافی چاہنی پڑی اور مرزا صاحب نے بھی عذر فرما دیا۔ مگر ناظم صاحب نہایت مستعدی سے مسٹر گریو کے ساتھ ہو گئے۔ اگرچہ مین بھی اندر اُترنے کے لیے بہت بیچین تھا لیکن مجبوری کا کیا علاج۔ آخر دل کے سمجھانے کو معدن کے مُنھ پر کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد دونون حضرات پسینہ مین ڈوبے ہوئے باہر نکلے۔ اُن کے کپڑے کیچڑ سے بالکل غلیظ ہو گئے تھے۔ ناظم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ اندر شدت کی گرمی ہوتی ہے اور اوپر سے کیچڑ ٹپکتی رہتی ہے جسکی وجہ سے اُنکے کپڑے خراب ہو گئے تھے۔ صاحب موصوف کا بیان تھا کہ اندر اُترنیکے بعد اُنکی نظر مین قبر کا سمان پھر گیا۔

عموماً ہر کان مین اُترنیکے دو راستے ہوتے ہین۔ ایک سیڑھیون کا معمولی راستہ ہوتا ہے جسپر سے مزدور وغیرہ اُترتے ہین۔ یہہ راستہ ذرا خطرناک ہوتا ہے۔ علی الخصوص کسی نئے آدمی کے لیے اسپر سے اُترنا سخت دشوار امر ہے۔ اگر اُترنے مین ذرا بھی پاؤن پھسل جائے تو ایک ہڈی کا بھی پتہ نہ لگے گا۔ سیڑھیان سیخ کی ہونیسے پاؤن پھسلنے کا بہت اندیشہ رہتا ہے۔

دوسرے راستہ سے اُترنے مین ذرا بھی خوف نہین ہوتا کیونکہ اُترنے والے کو صرف ایک پیپے مین کھڑا ہوجانا پڑتا ہے پھر تو پیپہ خود کل کے ذریعہ سے اُترتا چڑھتا ہے۔ اس پیپہ مین دو آدمی کھڑے ہوسکتے ہین۔ پیپے کے بازو مین ایک رسّی لگی ہوتی ہے۔ اگر ٹھہرانا منظور ہو تو اُسکو ہلا دیتے ہین۔ بمجرد اس ہلانیکے پیپہ ٹھہرا دیا جاتا ہے۔ دوبارہ جب اُسی رسّی کا اشارہ ہوتا ہے تو کل چلنے لگتی ہے۔ اس راستہ سے اکثر سیاحین وغیرہ اُترتے ہین اور اندر سے پتھر بھی اسی مین آتے ہین۔ جو کوئی اندر اُترے اُسکو ہاتھ مین موم بتی ضرور رکھنی چاہیئے ورنہ اندر کچھ بھی نہ دکھلائی دیگا۔

غرض یہہ کہ مین ہٹی سے نکل کر چار بجے وندلی پہنچا۔ یہان بھی چند سونے کی معدنین ہین جنکو مین نے ۱۸۸۴ء مین دیکھا تھا۔ یہانکی سب سے زیادہ عمیق معدن کا عمق (۸۰۰) فیٹ ہے

۲-جون روز دوشنبہ

شب کے ایک بجے باورچیخانہ وغیرہ سردار روانہ ہوا۔ رات کو روشنی کا انتظام برابر نہ ہونیسے تکلیف ہوئی۔ پہلے بھی جب مین اس مسافر بنگلہ مین ٹھہرا تھا کتاب آرائے مین روشنی کی بدانتظامی کے متعلق ریمارک کیا تھا جسکو دو سال کا عرصہ گزرا مگر اس عرصہ مین کسی نے اس شکایت کے رفع کرنے مین ذرا بھی توجہ نہ کی۔ ایسے لاپروا احکام سے بہت افسوس ہی۔ ابکی دفعہ تو مین نے خوب ہی لمبی چوڑی ریمارک کی ہے۔ خدا جانے کوئی اسپر بھی نوٹس لے گا یا نہین۔

چونکہ مسٹر گرے کے کل دیئے ہوئے پتھروں مین سونا برابر نظر نہین آتا ہے لہذا آج مین علی الصباح حسب قرارداد مسٹر ہارس منتظم معدن وندلی سے ملا اور اُنسے بھی چند سونے کے پتھر لیکر ویسے ہی سردار روانہ ہوا۔

آجکا بقیہ دن عسکر علیصاحب سے گپ شپ کرنے مین گزرا۔

۳۔جون ۱۹۲۷ء روز سہ شنبہ

آج مین صبح کے سات بجے سردار سے رائچور روانہ ہوا۔ قریب گیارہ کے رائچور پہنچا۔ پہلے اسٹیشن والے مسافر بنگلہ کو گیا معلوم ہوا کہ کوئی کمرہ خالی نہین ہے ایک مین مسٹر مکارسی مددگار انجنیر دوسرے مین اور کوئی انگریز ایک ہفتہ سے مقیم ہین۔ مین یہہ دیکھکر باغ والے بنگلے کو جانا چاہتا تھا کہ میرے دوست سید محمود صاحب سوپرویزر سے ملاقات ہوئی۔ اُنسے معلوم ہوا کہ باغ والا بنگلہ بھی خالی نہین ہے بلکہ مانوی کے تحصیلدار ایک مہینے سے ٹھیرے ہوئے ہین پھر مین نے اسٹاف بنگلہ کا ارادہ کیا مگر محمود صاحب نے مجھے اپنے گھر چلنے پر اصرار کیا۔ مین نے اُنسے کہا کہ "مجھے آپکے پاس اُترنیمین کوئی عذر نہین مگر آپ کا مکان اسٹیشن سے فاصلہ پر واقع ہے اگر اسٹاف بنگلہ خالی ہو تو وہین ٹھہر جاؤنگا ورنہ آپ ہی کو تکلیف دیجائیگی"۔ خیر وہ بھی میرے ساتھ ہو گئے۔ سامنے ہی رائچور کلب تھا۔ وہ مجھے کلب مین لے گئے کچھ دیر وہ اور مین پنگ پانگ[1] کھیلے۔ اس کے بعد ہم

[1] ایک قسم کا کھیل جو مثل ٹینس کے ہوتا ہے جسکو میز پر کھیلتے ہین۔ چونکہ اس کھیل مین بیاٹ اور گولے کی ٹکر سے ایکبار یک سُریلی آواز پیدا ہوتی ہے اسلیے اس کھیل کا نام پنگ پانگ رکھا گیا ہے۔

اسٹاف بنگلہ کو گئے مگر وہ بھی شوئی قسمت سے خالی نہ تھا۔ آدمی نے کہا کہ سید عقیل صاحب بلگرامی سوم تعلقدار دو مہینے سے فروکش ہین مجھے یہان کی بدنظمی پر سخت افسوس ہوا اور نہایت غصہ آیا کہ سرکار نے محض مسافرونکی آسایش کے لیے ہزارون روپیے صرف کرکے مسافر بنگلے تیار کیے ہین تاکہ وقت پر مسافر کو تکلیف نہ ہو مگر مقامی عہدہ دارونکی کم توجہی سے مسافرونکو بے انتہا زحمت اُٹھانی پڑتی ہے۔ رائچور مین مسافرون کی آمد و رفت بہ کثرت ہونیکی وجہ سے خاص طور پر تین مسافر بنگلے بنائے گئے ہین مگر جب اُسمین خود عہدہ دار مہینون رہا کرین تو کیا کسی مسافر کو آرام ملیگا۔ چنانچہ آج مجھے اور میرے ہمراہیون کو اس بنگلہ سے اُس بنگلہ کو اور اُس بنگلہ سے اس بنگلہ کو آنے جانے مین جو تکلیف ہوئی ہے مجھے معلوم ہے۔ انھین لحاظات سے سرکار کا تاکیدی حکم ہے کہ کسی مسافر بنگلہ مین کوئی مسافر اڑتالیس گھنٹون سے زیادہ نہ رہے۔

آخر محمود صاحب مجھے اپنے مکان لے گئے۔ یہان کافی جگہ نہ ہونیسے مین نے تانگہ اور سوارون وغیرہ کو سرکاری طویلہ مین ٹھہرنے کو کہہ دیا۔ اس عرصہ مین بارہ بج گئے ہم ایک بجے تک کھانیسے فارغ ہوے۔ دو تک محمود صاحب سے کچھ باتین ہوتی رہین۔ ٹھیک دو پر تانگہ آگیا ہم اسٹیشن روانہ ہوئے۔ عسکر علی نے میرا اور عبدالکریم کا ٹکٹ ادھونی تک کا لے لیا۔

مین دوسرے ہمراہیون کو رخصت کرکے ریل پر سوار ہوگیا۔

نوٹ۔ قصبۂ رائچور کی آبادی تیئیس ہزار ایک سو چوہتر ۲۳۱۷۴ ہے۔ رائچور ایک

زمانہ مین ہندو راج کا پائے تخت تھا۔ یہہ مقام پندرھوین اور سولھوین صدیونمین دکن کے ہندو و مسلمان بادشاہونکا میدان جنگ رہا ہے۔ یہان ایک بہت ہی پُرانا قلعہ ہے جو ایک پہاڑ پر واقع ہے جسکی بلندی دو سَو نو (۲۹۰) فیٹ ہے۔ یہہ قلعہ دو فصیلون سے گھرا ہوا ہے اسکی اندرونی فصیل سنہ ۱۲۹۴ع مین بعہد راجہ وِ دا التعمیر ہوئی اور بیرونی فصیل سنہ ۱۵۶۳ع و سنہ ۱۶۱۹ع کے درمیان مین تیار ہوئی۔ قلعہ کے مغربی دروازہ کے پاس دیوار مین ایک بڑا پتھر جو ساڑھے اکتالیس (۴۱½) فیٹ لمبا ہے نصب ہے جسپر اندرونی فصیل کی تاریخ تعمیر لکھی ہے۔

منگ بھدرہ اسٹیشن پر میرے پاس ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لائے اور میری نبض دیکھی اور مجھ سے پوچھا کہ "آپ کہان سے آرہے ہین"۔ مین نے رائچور کا نام بتایا۔ اُنھون نے مجھسے مکرر پوچھا کہ "کیا آپ کسی اور مقام سے رائچور آکر ریل پر سوار ہوئے یا خاص رائچور ہی سے آرہے ہین"۔ مین نے کہا کہ "رائچور سے ریل پر سوار ہوا مگر لنگسگور سے آرہا ہون"۔ اُنھون نے یہہ سنکر دوسرے ڈاکٹر سے لنگسگور کے پلیگ زدہ ہونے یا نہ ہونیکے متعلق دریافت کیا۔ جب اُنھون نے دوسرے سے یہہ پوچھا تو مین بہت گھبرایا کہ اگر وہ لنگسگور کو (جو حقیقتہً پلیگ زدہ مقام ہے) پلیگ زدہ مقام بتادے تو مجھے قرنطینہ مین اُترنا پڑے گا مگر خیر ہوئی کہ اُسنے اُسکو پلیگ زدہ مقام نہین بتایا۔ اگر وہ پلیگ زدہ مقام بتاتا تو نہایت ہی دشواریون کا سامنا ہوتا۔ معلوم نہین کہ اُس ذی کسن

دمن مین لنگسگور کو پلیگ زدہ ہونیسے بری کیا۔

گاڑی پانچ بجے ادہونی پہنچی۔ میرے ایک خط کی بنا پر جسکو مین نے لنگسگور سے بھیجا تھا میرے ایک عزیز میر محمد علیصاحب صدر مدرس محمڈن اسکول مع اپنے دو مددگارون اور تخمیناً تیس چالیس طلبائے مدرسہ کے پلیٹ[۵۱] فارم پر میرے منتظر کھڑے تھے۔ اُنھون نے مجھے نہایت ہی تپاک سے اُتارا۔ اُنکے ایک مددگار صاحب نے میرے سامان کیلیے بنڈی کرایہ کر دادی چند لڑکے بنڈی کے ساتھ ہو گئے۔ میرے لیے بھائی محمد علیصاحب ایک ڈاک کارٹ لائے تھے جسپر وہ خود اُنکے مددگار صاحب اور مین سوار ہو گئے۔ ہماری سوار ہونیکی دیر تھی کہ چند لڑکے جہان کہین اُنکو ذرا بھی پاؤن جمانیکا موقع ملا ڈاک کارٹ پر کھڑے ہو گئے اور باقی گاڑی کے ساتھ بھاگنے لگے۔ ہر چند کہ ماسٹر صاحب نے اُنکو ڈانٹا ڈپٹا مگر کچھ اثر نہین ہوا۔ مجھے اس میری جلوس کو دیکھکر بے اختیار ہنسی آگئی اگرچہ مین روکنا چاہتا تھا مگر رُک نہ سکی۔ یہہ سواری مجھے عمر بھر یاد رہیگی۔ اس سواری کا اگر فوٹو لیا جاتا تو کسی اعلیٰ عجائب خانہ مین رکھنے کے قابل ہوتا۔ اُسوقت کا سمان تحریر مین نہین آسکتا ورنہ مین بہت ہی تفصیل سے لکھتا جو قابل لکھنے کی ہے۔ اگر ذرا تصور کر لیا جائے تو غالباً اُس سواری کی شان نظرون مین پھر جائیگی اور کچھ لطف حاصل ہوگا۔ واقعی ہماری سواری پر لک[۵۲] ابنڈلاف کا مضمون

---

[۵۱] اسٹیشن مین وہ چبوترہ جسکے برابر ریل گاڑی کھڑی ہوتی ہی۔ [۵۲] دیکھو اودہنو۔

صادق آتا۔ غرض ہم اسی شان و شوکت سے آبادی مین داخل ہوئے۔ لاکھ مین خاموش ہونا چاہتا تھا مگر کچھ اس بلا کی ہنسی آگئی تھی کہ بیخود ہوگیا تھا۔ میرے اس درجہ کی ہنسی خود تماشہ تھی۔ تاہم مین نے آپکو سنبھالا۔ خیر جب ہم اُن کے دولتکدہ پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ان لڑکون کے سوا کچھ لڑکے تو ہمارے استقبال کیلیے کھڑے ہین اور کوئی ماسٹر صاحب کا حقہ تازہ کر رہا ہے کوئی چلم بھرتا ہی۔ کوئی پکانے مین مشغول ہے۔ کوئی سودا سلف لاتا ہے۔ کوئی پانی بھرتا ہے۔ غرض سب ایسے ہی کامون مین مصروف تھے۔ مجھے یہہ حالت دیکھکر بے اختیار یہہ شعر یاد آگیا ؎

گر ہمین مکتب است و این ملّا　　کار طفلان تمام خواہد شد

معلوم ہوا کہ آج میرے آنیکے اعزاز مین مدرسہ کو آدھے دن کی تعطیل دی گئی تھی شائد ایسا اعزاز مجھے ابتک کبھی نصیب نہین ہوا تھا۔ یہہ سب ماسٹر صاحب کی بیحد نوازشات کا نتیجہ ہے۔

۴۔ جون ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ

آج مین علی الصباح حمام سے فارغ ہوا۔ طبیعت بالکل ہلکی ہوگئی۔ آٹھ بجے ناشتہ کرلیا پھر ماسٹر صاحب اور مین یہان کی عالیشان مسجد دیکھنے گئے۔ اس مسجد کی اکثر دیوارون پر خط طغرا مین کلام اللہ کی اکثر آیتین تحریر ہین۔ اسکے دیکھنے کے بعد ہم یہان کی مشہور اور معروف باؤلی دیکھنے گئے۔ مین نے ایسی

وسیع اور شاندار باؤلی نہ توکبھی دیکھی اور نہ کسی سے سُنی تخمیناً سو گز لمبی اور چالیس گز چوڑی اور ساٹھ گز گہری ہوگی - اسکے بعد ہم جولاہونکے کارخانے دیکھتے ہوئے بارہ بجے گھر واپس ہوئے - مین یہانسے چار بجے اسٹیشن گیا اور کاڈپاڈی کا ٹکٹ لیا - تھوڑے عرصہ مین گاڑی آئی اور مین ادھونی سے رخصت ہوا -

نوٹ - ادھونی کی آبادی بائیس ہزار چار سو اکتالیس ہے - یہہ دکن کے اُن مقامات سے ہے جو روئی کیلیے مخصوص ہین - یہان شطرنجیان بہت عمدہ بنتی اور بڑی قدر سے بکتی ہین - یہہ مسافرونکو اسٹیشن پر بھی ملسکتی ہین - ادھونی کسی زمانہ مین نظام حیدر آباد کے بھائی نواب صلابت جنگ مرحوم کی جاگیر تھی جنکے انتقال کے بعد انگریز اپنی حکمت عملی سے اسپر قابض ہو گئے -

۵ - جون ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ

ساری رات ریل مین کٹی - صبح کے چار بجے گاڑی آرکونم جنکشن پہنچی - چونکہ کاڈپاڈی جانیکی گاڑی اس جنکشن پر بدلنی پڑتی ہے - لہذا مین یہان اُتر گیا - چھ بجے ایک مکس گاڑی کاڈپاڈی جانیوالی مدراس سے آئی - مگر اسمین فقط تھرڈ کلاس کی ڈبے تھے اسلیے مجھے میل گاڑی کا انتظار کرنا پڑا - اس جنکشن پر مین نے میان بی بی کا ایک عجیب جوڑا دیکھا یعنے بی بی کا قد تو تخمیناً چار فیٹ اونچا اور میان کا قد کم از کم سات فیٹ بلند ہوگا - اگر اسکے خلاف ہوتا تو یہہ جوڑا نمایش گاہ مین رکھنے کے قابل ہوتا -

نو بجے میل گاڑی آئی اور مین سوار ہوگیا - میرے ڈبے مین ایک صاحب بہادر

تشریف رکھتے تھے۔ معلوم ہوتا ہی کہ آج اُنھون نے مقدار معینہ سے زیادہ پی لی تھی اُنکے طفیل مین راستہ تمام گانا سُننے مین گزرا۔ ساڑھے گیارہ بجے گاڑی کاڈیادی پہنچی۔ اسٹیشن پر میرے اصل میزبان مرزا علی نواز خانصاحب کی عدم موجودگی سی اُنکے بھتیجے باقر حسین صاحب میرے لینے کیلیے تشریف لائے تھے۔ اسٹیشن پر سوائے جھٹکون کے کوئی اور سواری نہین ملتی۔ مین نے بھی ایک جھٹکہ کرایہ کروالیا۔ قریب ایک کے ویلور پہنچا جو یہان سے چار میل ہے۔ اِدھر کے جھٹکے حیدرآباد کے جھٹکون سے کچھ مناسبت نہین رکھتے۔ یہان اگر بنڈی کو گھوڑا لگا دیا جائے تو جھٹکہ ہوگیا اور اگر اُسی کو بیل جوت دیئے تو بنڈی ہوگئی۔ جھٹکے والے ٹٹوون کو کچھ ایسے بے تحاشا دوڑاتے ہین کہ اجنبی بیٹھنے والے کی طبیعت نہایت گھبراتی ہی۔ مین بلا مبالغہ گاڑی مین ایک ایک فیٹ اُچھل رہا تھا۔ ہزار مین نے اُسکو آہستہ چلانیکو کہا مگر اُس نے کچھ پرواہ نہ کی۔ آخر مین نے بیزار ہو کر اُسکا کُرتہ اس زور سے کھینچا کہ پھٹ گیا۔ جب کہین اُس نے آہستہ کیا۔ مشکل تو اُسوقت ہوتی ہے جب جھٹکے والے آپسمین شرطیہ دوڑاتے ہین۔

تین بجے باقر حسین صاحب اور مین حیدر علی المعروف بہ بہادر بادشاہ میسور کے اقربا کے مقبرونکو دیکھنے گئے۔ یہان پھنس (کٹھل) دیکھنے مین آیا اس پھل کا نام تو مین نے سُنا تھا مگر کبھی دیکھنے کا موقع نہین ہوا تھا۔ یہہ پھل خاردار اور اس کا رنگ سبز اور کلانی مین تربوز سے بڑا اور بہت ہی لذیذ ہوتا ہے۔ علی الخصوص

جو پہل کہ زمین کے اندر تیار ہوتا ہی نہایت ہی خوش ذائقہ ہوتا ہے مگر خاصیت مین اُسکا گرم ہے۔ یہہ اگر کچھ زیادہ کھانے مین آجائے تو فوراً پیچش ہوجائیگی اسکے درخت اکثر جنوبی ہندوستان مین ہوتے ہین۔ یہانسے نکلکر ہم بستی گھومتے ہوئے گھر واپس ہوئے۔

یہہ مقام چھوٹا سا مگر آباد اور بارونق ہے۔ اسکی آبادی چوالیس ہزار نوسو پچیس ہی ۴۴۹۲۵ یہان ایک جیل ہے جسمین ہر قسم کا کپڑا تیار ہوتا ہی۔

میرے دوست علی نواز خانصاحب کے نہ ہونیسے بڑی بے لطفی رہی۔ اگر پہلے ہی سے مجھے اسکے مدراس مین رہنے کی اطلاع ہوتی تو مین پہلے مدراس جاتا اور بعد اُنکے ساتھ ویلور آتا۔ اب ارادہ ہے کہ رات ہی کی گاڑی مین مدراس چلا جاؤن۔ مگر باقر حسین صاحب کے والد وغیرہ مانع ہوتے ہین لیکن کل تو ضرور روانہ ہوجاؤنگا۔

۶۔ جون ۱۹۰۲ء روز جمعہ

آج مین نے یہان کا قدیم قلعہ دیکھا۔ قلعہ باوجودیکہ بہت پرانا ہے مگر اچھی حالتمین رکھا گیا ہے۔ تمام سرکاری دفاتر اسی مین ہین۔ اسمین ایک پولیس ٹرننگ اسکول ہے جسمین پانسو امیدوار تعلیم پا رہے ہین۔ مجھے قلعہ اور اُسکے سامنے کا وسیع میدان دیکھکر یہان کا غدر یاد آگیا جو ۱۸۰۶ء مین اسی میدان پر ہوا تھا۔ اُسکے واقعات یہہ ہین کہ ۱۸۰۶ء مین لارڈ ولیم بنٹک گورنر مدراس کے مشورہ سے سپہ سالار ہند نے سپاہیونکو قواعدگاہ پر ٹٹو لگا کر اور بالی پہنکر آنیسے منع کیا اور اُن کو

داڑھی مُنڈانے پر مجبور کیا اور اُنکو ایک قسم کی پگڑی دیگئی جو انگریزی ٹوپی سے
بہت مشابہ تھی۔ اسپر سے ویلور مین غل مچگیا کہ انگریز ہمکو آپ مین ملایا چاہتے ہین اور
سب سپاہی فساد پر آمادہ ہو گئے اور مقامی انگریز عہدہ دارونکو مار ڈالے۔ جنرل
گلیپی غدر کی خبر سُنکر فوراً آرکاٹ سے روانہ ہوئے اور غدر کا انسداد کیا۔ چونکہ
فوج کے اکثر سپاہی ٹیپو سلطان کے زمانہ کے تھے اور ٹیپو کے بیٹے وغیرہ اُس
وقت ویلور ہی مین موجود تھے لہذا کمپنی کو خیال ہوا کہ یہی لوگ بانی فساد ہین پس
ٹیپو کا خاندان کلکتہ بھیجدیا گیا اور موجب فساد احکام منسوخ کر دیئے گئے۔

قلعہ مین ایک چھوٹا سا شوالا ہے جسمین بعض مقامات پر پتھر مین جال دار کام بہت
ہی نزاکت سے کیا گیا ہے۔ اسکے دروازہ کے پاس ایک بڑی سل رکھی ہی
جسپر ایک نامعلوم زبان مین کچھ تحریر ہے۔ اس زبان کی دریافت کی غرض سے
اس تحریر کی نقلین ولایت اور امریکہ بھیجی گئین لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ لوگون نے مشہور
کر رکھا ہے کہ جو اُسکو پڑھیگا وہ خزانہ پائیگا۔ شوالے کے وسط مین دو سرنگ ہین
ایک پانچ میل پر نکلتی ہے اور دوسری آٹھ میل پر۔ انمین سے ایک سرنگ
پالار ندی پر نکلتی ہے۔ یہان کے آدمیون کا بیان تھا کہ موسم بارش مین اس
سرنگ سے تمام شوالے مین پانی آجاتا ہے۔

قلعہ سے آکر ایک بجے کاٹپاڈی اسٹیشن گیا۔ دو ڈھائی کے قریب گاڑی
آئی مین سوار ہوا۔ اور قریب چھ کے اپنے وطن مالوفہ یعنے مدراس کی اسٹیشن پر

پہنچا۔ اسٹیشن پر میرے ایک عزیز میر فضل علی صاحب موجود تھے وہ مجھے اپنے گھر واقع ٹری پلیکین لے گئے۔ میری مہمان داری کا بہت ہی اہتمام کیا گیا جس کا مین بے حد مشکور ہون۔

مدراس اسٹیشن پر داخل ہونیکے قبل ہی سے مجھے پانی کی گگّی بو نے بیچین کر دیا تھا جو اتبک برابر چلی آرہی ہے مگر یہان کے لوگونکو ذرا بھی بو نہین آتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ یہانکی معمولی بو ہے۔

۷۔جون ۱۹۰۲ء روز شنبہ

رات کو جناب میر موسیٰ رضا علی صاحب نے میرے لیے ایک کرایہ کی بگھی کا بندوبست فرما دیا تھا جسکے مجھے ہر روز اڑھائی روپیہ دینے پڑینگے۔ اگرچہ مقررہ کرایہ روزانہ تین روپیہ ہے۔ مگر چونکہ آجکل اکثر انگریز وغیرہ اوٹی[1] گئے ہوئے ہین اور گاڑیان بیکار رہین اسیلیے مجھے آٹھ آنے کمی پر گاڑی ملی۔

مین صبح کے آٹھ بجے گھر سے نکلا۔ پہلے نواب حسن علیخان بہادر کے دولتخانہ پر گیا۔ آدمی نے کہا کہ نوابصاحب آرام فرما رہے ہین۔ مگر صاحبزادگان بلند اقبال سے ملاقات ہوئی۔ نواب صاحب ممدوح یہان کے شاہی خاندان کے ایک رکن رکین ہین۔ آپ کے والد ماجد نواب غلام حسین خان سردار جنگ مرحوم و مغفور رپاس میرے دادا وغیرہ کو ملازمت کی عزت حاصل تھی۔ پس مجھے بھی آپ سے قدیمانہ و اطاعت گزارانہ تعلقات کا فخر حاصل ہے۔

[1] نیل گریز۔

نوابصاحب مکرم کے پاس سے نکلکر بعض عزیز و اقارب سے ملنے گیا۔ ایک گھنٹہ تک گھر واپس آیا۔ واپسی مین کمپنیز گارڈن (کمپنی کا باغ) کو گیا۔ یہہ ایک معمولی باغ ہے۔

تین بجے فورٹ[1] سنٹ جارج گیا۔ یہہ ایک نہایت ہی مستحکم زمینی قلعہ ہے قلعہ مین داخل ہونیکے لیے خندق پر کوئی پل بنا ہوا نہین ہے جیسے کہ عام طور پر قلعون مین ہوتا ہے۔ بلکہ قلعہ کا پھاٹک ہی بذریعۂ کل خندق پر ڈال دینے سے پل کا کام دیتا ہے جسپر سے گاڑی گھوڑے برابر گزر سکتے ہین۔ اور پھر اُسی کل سے جب پھاٹک کو خندق پر سے اُٹھا لیتے ہین تو وہ اپنے مقام پر جا لگتا ہے۔ اسکے بعد قلعہ مین داخل ہونیکا کوئی راستہ نہین رہتا جیسے کہ بلارم کے قلعہ مین ہے۔ قلعہ مین ایک طرف گرجا بھی ہے۔ گو یہہ باعتبار عمارت کوئی شاندار گرجا نہین۔ مگر مدراس مین بڑی وقعت سے دیکھا جاتا ہے گویا یہہ صدر گرجا ہے۔ کیونکہ یہان گاہے ماہے گورنر بھی تشریف لاتے ہین جنکے لیے بشپ[2] کے بالکل مقابل سب سے اونچی جگہہ بنی ہوئی ہے۔ اسمین اکثر گورنر جنرلون اور دیگر مشہور لوگونکی سنگ مرمر کی مورتین ہین۔ قلعہ مین سمندر کی جانب ایک مقام ہے جہانسے ہمیشہ چند لوگ سمندر کی طرف دوربین سے مدراس آنیوالے جہازون کو دیکھا کرتے ہین۔ جب کوئی جہاز نظر آجاتا ہے تو جھنڈیون کے اشارہ سے

---

[1] قلعۂ مدراس۔ [2] پادری۔

اُس جہاز کا نام دریافت کرتے ہین وہ بھی اسیطرح اپنا نام بتاتا ہے - اگر وہ تجارتی جہاز ہوتا ہے تو اُسکو ہاربر[۱] مین آنے کی اجازت دیجاتی ہے - اگر کوئی اور جہاز ہوتا ہے تو اُسکے نکلنے[۲] کا مقام اور آنیکی غرض دریافت کرتے ہین - اِسکے بعد اگر مناسب سمجھا جائے تو جہاز کو ہاربر مین آنیکی اجازت ملتی ہے - مجھے ایک آدمی نے دوربین سی ہاربر اور جہاز دکھلایا - مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ مین ہاربر مین کھڑا ہون حالانکہ ہاربر وہان سے تخمیناً ایک میل ہوگا - اس دوربین سے پچاس میل تک صاف نظر آسکتا ہے یہان سے مین ہاربر گیا - ہاربر اُس احاطہ کو کہتے ہین جو سمندر مین بندرگاہون پر بنایا جاتا ہے جسمین جہاز لنگرانداز ہوتے ہین - اس احاطہ کیے جانے سے غرض یہہ ہے کہ اس احاطہ مین پانی کی موجون کا پورا زور نہ رہے اور جہاز بہ آسانی ٹھہر سکے - یہہ احاطہ دو دیوارون سے کیا جاتا ہے جو کنارہ سے اُٹھائی جاتی ہین اور دو میل کے فاصلہ پر قریب ملنے کے ہوکر رہ جاتی ہین - دیوارون کے سرے پاس اتنی جگہہ چھٹی ہوئی ہوتی ہے کہ اُسمین سے بڑا سا بڑا جہاز بھی گزر سکتا ہے - دیوارین اینٹ کی ہوتی ہین - جسکی ہر ایک اینٹ چار چھ گز چوڑی لمبی موٹی اور مضبوطی مین بلا مبالغہ پتھر سے زیادہ مستحکم ہوتی ہی - سمندر کی جانب ان دیوارونکے بازو تخمیناً پچیس گز تک بھی اینٹین ایک پہ ایک دیوار کی بلندی کے برابر جمادی جاتی ہین تاکہ دیوارین پانی کی تھپیڑون سے بچی رہین - سمندر مین جو لوگ اسکا کام کرتے ہین یا موتی نکالتے ہین

[۱] گودی - [۲] وہ مقام جہانسے کہ جہاز آرہا ہی -

اُنکا لباس فقط ربر کا ہوتا ہے اور آنکھون کے پاس جلی آئینے لگے ہوتے ہین۔ ناک کے پاس ایک نلی لگی ہوتی ہے جسکا سرا پانی کے اوپر ہوتا ہے جس سے وہ دم لیتے ہین۔

ہاربر مین ایک پل بنا ہوتا ہے جسکو پیئر کہتے ہین اس پر ریل کی پٹریان بچھی ہوئی ہین جہاز سے بذریعہ کل مال اُتار کر ریل مین رکھ دیا جاتا ہے اور ویسے ہی ریل گاڑی سے کچھ سامان تو متفرق مقامات کو روانہ ہوتا ہے اور کچھ مدراس مین رکھ لیا جاتا ہے۔

ہاربر مین ہمیشہ دو چار جہاز کھڑے رہتے ہین جنکو ہر شخص بلا کسی مزاحمت کے جاکر دیکھ سکتا ہے۔ جہاز دیکھنے کی کوئی فیس نہین ہے صرف جہاز تک جانیکے فی اسم چار آنے کرایہ دینے پڑتے ہین۔ جب مین کشتی مین بیٹھنے گیا میرا دل بے انتہا گھبرانے لگا اور دل مین آیا کہ جہاز نہ دیکھون مگر پھر خیال ہوا کہ اگر جہاز نہ دیکھا تو علاوہ جہاز دیکھنے کی آرزو رہ جانیکے ساتھیون مین خفت ہوجائیگی۔ لوگ کہینگے کہ یہہ بڑا ڈرپوک اور بزدلا ہے۔ اسکے بعد بھی جرأت نہین ہوئی آخر مین نے سوچا کہ ہزارون آدمی کشتی اور جہاز مین بیٹھتے اور منازل طے کرتے ہین مگر کسی کو کچھ نہین ہوتا اب میرے لیے کیا خاص بات ہونی ہے۔ آخر مین دل کو مطمئن کر کے کشتی پر سوار ہوا۔

ع۔ ہر چہ بادا باد ما کشتی درآب انداختیم

کشتی کے تھوڑی دور بڑھنے کے بعد مین نے ایک ملاح سے پوچھا کہ "یہان پانی کتنا عمیق ہوگا" اُسنے کہا کہ "کم از کم چار ہاتھی ہوگا" یہہ سُنتے ہی دل پر

انتہا کی پریشانی چھاگئی۔ موت نظروں مین پھرگئی۔ خیال ہوتا تھا کہ شاید واپس ہونا نصیب نہ ہوگا۔ گھبراہٹ کی بڑی وجہ یہہ تھی کہ مجھے تیرنا نہین آتا ہے۔ خیر جب مین جہاز کے بالکل قریب پہنچا تب دل کو کسیقدر اطمینان ہوا۔

یہہ امدادی نامی کلکتہ سے آیا ہوا اور نٹال (جو جنوبی افریقہ مین واقع ہے) جانیوالا جہاز ہے۔ خلاصیون نے بیان کیا کہ اس جہاز کا کام یہہ ہے کہ ہندوستان سی غریبون کو نٹال (جو بالکل غیر آباد مقام ہے) لیجاکر چھوڑے۔ وہان اُنکو گورنمنٹ روپیہ سے مدد دیتی ہے تاکہ وہ وہان زراعت کرین اور آباد ہون۔ اس جہاز مین صرف درجۂ اول اور سوم کے کمرے ہین۔ درجۂ اول کے ہر کمرہ مین دو مسافرونکی جگہ بنی ہوئی ہے۔ اس درجہ مین مخمل کا فرش کیا ہوا ہی۔ اسمین ایکطرف ہارمونیم رکھا ہے۔ غرض درجۂ اول مین ہر طرح آرام ہے اور جسقدر کہ اسمین آرام ہے اُسیقدر تیسرے درجہ مین تکلیف کا سامنا ہے۔

جہاز پر سب خلاصی مسلمان نظر آئے اور مین نے اکثرون سے سُنا کہ جہاز پر خلاصی مسلمان ہی رکھے جاتے ہین۔ معلوم نہین کہ اس خصوصیت کی کیا وجہ ہی۔ مین نے ایک گھنٹہ کے عرصہ مین جہاز اچھی طرح پھر کر دیکھ لیا۔ واپسی مین مجھے مطلق خوف نہین ہوا بلکہ دل نے چاہا کہ تمام ہاربر کا چکر لگاؤن۔

لوگ بھی عجیب گپ باز ہوتے ہین کہ انتہا نہین۔ مجھکو خوب یاد ہے کہ مجھسے اکثی صاحبون نے جو مدراس سے حیدرآباد تشریف لائے تھے کہا تھا کہ سمندر کی

معمولی موج ایک تاڑ برابر بلند آتی ہے مگر مین نے گھٹنے یا ران سے زیادہ بلند کبھی نہ دیکھی۔

ع - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اب کہتے ہین کہ جب سمندر مین طوفان آتا ہے تو ایسی بلند موجین آتی ہین جسکے یقین کرنے مین مجھے بہت تامل ہوتا ہی۔

چھ بجے ہاربر سے نکل کر مور مارکٹ گیا۔ تمام مارکٹ برقی روشنی سے منور تھی مین نے یہان ایک عجیب وغریب مشین دیکھی جسمین کلدار آدہ آنہ ڈالکر پھرانیسے برقی روشنی ہوجاتی ہے اور اندر تصاویر مثل ذی روح کے چلتی پھرتی اشارہ کرتی نظر آتی ہین۔ یہان سے گھر واپس آیا۔

۸ - جون ۱۹۰۲ء روز یکشنبہ

آج مجھے میرے ایک مشفق عزیز نے مدراس کلب دکھایا اس کلب مین سوائے یوروپین کے کوئی شریک نہین ہوسکتا اور نہ کوئی بجز ممبرون یا ملازمین کے اندر قدم رکھ سکتا ہے۔ مگر میرے ذی وقار عزیز نے اپنی عنایات سے میری یہانتک رسائی کرائی۔ اس کلب مین فقط مرد شریک ہوسکتے ہین۔ لیڈی شریک نہین ہوسکتی اور نہ کوئی ممبر اپنی بی بی کو کلب مین لانیکا مجاز ہے۔ اگر کبھی کوئی لائے تو اُسکو ایک علحدہ بنگلہ مین جو خاص لیڈیون ہی کے لیئے کلب کے احاطہ مین بنایا گیا ہے بٹھادینا چاہیئے۔ مین نے اسکی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ یہان ایک مرتبہ کسی معزز لیڈی سے

کسی ممبر نے ناشایستہ برتاؤ کیا تھا جب سے کلب مین لیڈیونکے آنیکی سخت ممانعت کر دیگئی۔ اس کلب کے سکرٹری کی ماہوار پانسو روپیہ اور سیا نیجر کی ڈیڑھ سو روپیہ ہی اسکے علاوہ اور بھی کئی اہلکار ہین چپراسی کم ازکم دس پندرہ ہونگے۔ اس عملہ پر سے کلب کی آمدنی وغیرہ کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہان اکثر گنجیفہ پر غضب کا جوا ہوتا ہے۔ کلب مین ہر طرح کی آسایش کا سامان موجود ہے۔ عمارت عالیشان اور بہت ٹھنڈی ہی شب کو اسمین برقی روشنی ہوتی ہے جسکا کارخانہ کلب کے عقب مین رکھا گیا ہے۔ میرے خیال مین یہان جملہ کھیلون کا اسباب موجود ہوگا۔ ایک طرف حمام بنا ہوا ہے یہہ حمام حیدرآباد کے بشیر باغ والے حمام سے بدرجہا اچھا ہے بلکہ یہہ کہنا چاہیئے کہ اسکو اس سے کچھ مناسبت ہی نہین۔ اسمین مختلف قسم کی ورزشی اشیاء رکھی ہین۔ پہلے انگریز ورزش کرتے ہین اور بعد نہاتے ہین۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ انگریز کلب سے بے انتہا مانوس ہوتے ہین اور انکو جو لطف کہ کلب مین ملتا ہے مکان پر نہین ملتا۔

کلب سے مین ماموں مولوی امجد علی صاحب قبلہ کے گھر واقع تھوزن لیٹس گیا یہان آج سے مین مقیم ہون۔ میرے نانا کا گھر بھر مولوی ہے یہہ بڑے متشرع لوگ ہین۔ زنانہ مین نانی وغیرہ کی یہہ کیفیت ہے کہ وہ سوائے شرعی احکام کے کچھ نہین جانتین اور وہ یہہ سمجھتی ہین کہ کوئی مسلمان شرعی احکام کے خلاف ہرگز کوئی عمل نہین کرسکتا۔ بلکہ ہر مسلمان کو فطرۃً انکے موافق عمل کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ آج کا واقعہ ہے کہ مین نے یہان آنیکے بعد ایک آدمی سے استنجے کو جانیکی غرض سے

کہ "بیت الخلا کہان ہے" اُس نے مجھے بتلادیا اور پانی کیلیے پوچھا تو مین نے کہا کہ "ضرورت نہین" اور بیت الخلا چلا گیا۔ اس عرصہ مین میرے بغیر پانی بیت الخلا جانیکی اطلاع میری نانی کو پہونچی۔ جب مین فارغ ہوکر باہر آیا تو نانی صاحبہ نے بکمال شفقت مجھسے فرمایا کہ "تمھارے استنجے کو پانی نہ لینے کی کیا وجہ تھی۔ خدانخواستہ کوئی بیماری تو نہین اگر ہو تو دیکھو خاموش نہ رہنا بلکہ فلان معقول اور تجربہ کار حکیم ہے اُس سے علاج کرواؤ۔ بیماری کو ہرگز پُرانی نہ ہونے دو۔ بیماری جب پُرانی ہوجاتی ہے تو بڑی دِقّت سے جاتی ہے۔" مین نے اُنسے عرض کی کہ "نہ مجھے کوئی بیماری ہے اور نہ آجتک مین نے ایسی کوئی بیماری سُنی کہ جسمین استنجے کو پانی نہ لے سکین۔ چونکہ مجھے دوچار دن سے سفر مین پانی لینے کا اتفاق نہین ہوا اور میرے کپڑے نجس ہین اسلیے مین نے پانی نہین لیا باقی اور کوئی بات نہین ہے۔" مگر اُنکو مطلق یقین نہین آیا بلکہ فرمایا کہ "کیا تم ہمکو بیوقوف بناتے ہو۔ ہان زمانہ ہی ایسا آگیا ہے کہ تم ہمکو نادان بناؤ۔ شائد تم شرماتے ہو۔ بیماری مین شرم کاہے کی۔ اگر اب علاج نہ کیا جائے تو بیماری بڑھ جانیکا اندیشہ ہے۔ خبردار بیماری مین غفلت ولاپروائی ہرگز نہ کرنا۔" غرض ہرچند مین نے اُنکو سمجھایا مگر وہ اپنے ہی اصرار پر قائم رہین۔ اُنکی اس گفتگو سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُنکے خیال مین مسلمان کو جبلی طور پر استنجے کے بعد پانی لینا ضرور ہے۔ مجھے آج معلوم ہوا کہ دنیا مین اس درجہ کے بے خبر لوگ بھی موجود ہین۔

آج سہ پہر مین پٹن پر سے ہوتا ہوا بیچ گیا - بیچ پر اکثر لڑکے منتظر رہتے ہین کہ کوئی آجائے - جب کوئی آجاتا ہے تو اُسکو گھیر لیتے ہین اور اُسکی اجازت حاصل کرکے سمندر مین کود پڑتے ہین اور موجون کو کاٹتے ہوے قریب پچاس ساٹھ گز کے چلے جاتے ہین - واپسی کے بعد انکو ۲ آنہ یا ایک پیسہ دینا پڑتا ہے - بیچ پر اکثر لوگون کا یہی شغل رہتا ہے -

سات بجے تھوزن لیٹس واپس ہوا -

۹ - جون ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ

صبح کے سات بجے ٹریلیکین گیا - برادرم حسین علیصاحب ساتھ ہو گئے - ہم ملکر میوزیم[۵] گئے جو مری کالج سے مشہور ہے - اسکی عمارت نہایت شاندار اور نوش وضع ہے یہہ عمارت کئی حصون مین منقسم ہے - ایک حصہ مین مختلف اقسام کے جانورون کے چمڑے گھانس بھر کے رکھے گئے ہین - جنکو غور سے دیکھنے پر بھی یہہ تمیز نہین ہو سکتی کہ یہہ زندہ ہین یا مردہ - ایک ہال مین آدمی اور بعض جانورون کی ہڈیان جمائی ہوئی رکھی گئی ہین - ایک جگہ وہیل کی ہڈیان بھی جمی ہوئی تھین - یہہ سمندر کی سب سے بڑی مچھلی ہے - یہہ ستر فیٹ لمبی اور چالیس فیٹ وسط جسم مین چوڑی اور اسکی دُم چھ فیٹ لمبی اور بیس فیٹ چوڑی ہوتی ہے - اسکا سر اُسکے کل جسم کا تیسرا حصہ (⅓) ہوتا ہے - جب وہ مُنہ کھولتی یا جمائی لیتی ہے تو اُسکا مُنہ سولہ فیٹ لمبا اور بارہ فیٹ چوڑا کھلتا ہے - اُسکو سانس لینے کے مثل اور مچھلیونکے

[۵] عجائب خانہ

جبڑے نہین ہوتے بلکہ سر پر نتھنے ہوتے ہین۔ یہہ دنیا کے تمام جانورون مین سب سے بڑا ہے۔ اسکے بعد ہاتھی سمجھا جاتا ہے۔ غرض یہان متفرق طور پر متفرق چیزین رکھی ہین۔ دوسرے حصہ مین بنگلہ پر ایک بہت بڑا ہال ہے جسمین میزون پر ہر قسم کی معدنی پتھر رکھے ہین۔ اور ایک طرف ہر جگہ کے سکہ دھرے ہین۔ تیسرے حصہ مین قدیم زمانہ کے جنگی آلات اور ہتھیار ہین۔ ایک پتلے کو غالبًا ٹیپو سلطان کی زرہ بکتر پہنائی گئی ہے۔ اس ہال مین راجایان سلف کے اکثر ہتھیار موجود ہین۔ بہت سے ایسے قدیم ہتھیار دیکھنے مین آئے کہ جنکو مین نے کسی پرانے سے پرانے قلعہ مین بھی نہین دیکھے تھے۔ چوتھے حصہ مین ہاتھی دانت کی مورتین اور کچھ متفرقات رکھے ہین۔ مجھے ٹنجور[1] کے راجہ کا دربار جو ہاتھی دانت کا بنا ہوا ہے بہت پسند آیا۔ یہہ کچھ اس عمدگی سے بنایا گیا ہے کہ کہا نہین جاسکتا۔

میوزیم کے احاطہ مین سرکاری کتب خانہ بھی ہے جسکا ہال بہت ہی خوشنما اور بلند ہے۔

ہم یہانسے گیارہ بجے گھر روانہ ہوئے۔ راستہ مین ڈیانجلس پاس کچھ دیر ٹھہرے اسکی شاپ مین آئسکریم اور دیگر مٹھائیان نہایت ہی لذیذ تیار ہوتی ہین۔ یہہ مدراس مین ان چیزون کے بنانے مین بہت مشہور ہے۔

دو بجے پیپل اسپارک[2] گیا جو چینی کالج سے موسوم ہے۔ اسمین چند جانور

---

[1] تنجاور۔ [2] باغ عامہ

بھی ہین جنہین مجھکو دو نئے نظر آئے - ایک تو گینڈا جس کا جسم بالکل بھینس کے جسم سے اور منھ سور کے مُنھ سے مشابہ ہوتا ہے - اسکی پیشانی پر ایک سینگ نکلا ہوتا ہے جسکو اُکھیڑ دیتے ہین کیونکہ اُسکے ہونیسے ایذا رسانی کا خوف ہی - اور دوسرے دریائی ہاتھی جنکا رنگ سفید مائل بہ سیاہی اور قد چار یا پانچ فیٹ بلند ہوتا ہے باقی سب معمولی جانور ہین - باغ بھی ایسا کچھ آراستہ نہین ہے -

باغ مین دریا سے ایک نہر لائی گئی ہے جسمین چند کشتیان پڑی ہوئی ہین - جو لوگون کو کرایہ پر دیجاتی ہین چنانچہ مین نے بھی ایک کشتی کرایہ پر لی اور خوب گھوما - پیپلس پارک سے بیج گیا اور شب کے آٹھ بجے تھوزن لیٹس واپس ہوا -

۱۰ - جون ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ

آج صبح کو ہائیکورٹ[۵۱] دیکھنے گیا - عمارت بلند عظیم الشان اور گبند نما ہے - اسکی بلندی اسّی فیٹ ہے - کورٹ کے اندر سقف اور بازوون پر پچے کاری کیگئی ہی - موسم گرما کی وجہ سے آجکل کورٹ بند ہی و نہ ججون کے اجلاس وغیرہ دیکھنے مین آتے اسکے چار مینار ہین جنمین سے ایک پر لیٹ ہوس ہے جسکے دیکھنے کے لیے دو آنے فی کس دینے پڑتے ہین - یہہ ایک چراغ ہوتا ہے جسکو شب مین جہاز دور سے دیکھکر اُسکی طرف آتے ہین - یہہ بلا ناغہ ہر شب کو روشن ہوتا ہی خواہ وہ چاندنی رات کیون نہ ہو - یہہ ہمیشہ چکر پھرتا رہتا ہے اور کچھ اس ترکیب سے بنایا گیا ہے کہ پھرتے وقت کبھی تو بالکل چھوٹا سا معمولی چراغ کے برابر نظر آتا ہے اور کبھی بہت بڑا

[۵۱] عدالت العالیہ

بڑا یہہ خصوصیت اس غرض سے رکھی گئی ہے کہ دور سے جہاز کسی اور چراغ کو
دیکھکر لیٹ ہوس نہ سمجھے اور اُسکے اندازہ پر نہ چلائے - اسکی بلندی ایک سوتیس
فیٹ ہی یقیناً یہہ ہمارے حیدرآباد کی چارمینار سے زیادہ بلند ہوگا مین اس پر
چڑھتے ہوئے راستہ مین کئی مرتبہ دم لیکر چڑھا - اوپر سے تمام شہر مدراس کی
بہت اچھی طرح سیر ہوتی ہی - اوپر سے مجھے نیچے کے آدمی تین فیٹ سے زیادہ اونچے
نہین نظر آتے تھے اسکی نگرانی کے لیے ایک مہتمم - فوریان اور کچھ عملہ مقرر ہی -
یہان سے مین اسپنسر کی شاپ کو گیا جو مدراس کی بھاری شاپونکے منجملہ ہے -
اسکے پاس ہمہ قسم کا سامان مثل اناج - لکڑی - پتھر - برتن - فرنیچر - شراب - میوہ وغیرہ
وغیرہ کے موجود ہی - پھر مین موزز پاس گیا جو بوٹس اور شوز کے لیے مخصوص ہی
مگر تعجب ہے کہ اسکے پاس میرے پاؤن کا کوئی بوٹ نہین ملا - اسکی بعد مین رن بنٹ
پاس گیا - اسکی بڑی بھاری شاپ ہی مدراس مین یا تو اسپنسر ہے یا رن بنٹ
اور اوکس ہین - یہان کی بڑی شاپون مین خریدار کو شاپ کے زینے پر چڑھتے
دیکھکر ایک چپراسی جو دروازہ پاس نہایت ہی پاکیزہ وردی پہنے کھڑا رہتا ہے
گھنٹی بجاتا ہے - بمجرد اس گھنٹی کی آواز کے کوئی کارپرداز دروازہ پر خریدار کے
لینے کو موجود ہوجاتا ہے اور اُسکے ساتھ ہوکر اسکی فرمائش پوری کرتا ہی
اسکے بعد خریدار کو ایک بل دیکر اُس سے رقم لیجاتی ہے - مین نے جہانتک
دیکھا جب کوئی صاحب بہادر تشریف لاتے ہین تو خود میانیجر صاحب یا کوئی انگریز

کارپرداز صاحب اُنکے لینے کو آتے ہین اور دیسی کیلیے کوئی ایک معمولی ملازم شاپ
آجاتا ہے - خیر این ہم غنیمت است سمجھکر دیسیون کو اسی پر نازان رہنا چاہیئے -
معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی نظرون مین دیسی کی کچھ وقعت نہین اور وہ اُنکو اپنے برابر
نہین سمجھتے مگر میرے لیے کیونکہ میرا لباس کسی قدر مکلف تھا اکثر شاپون مین خود
میانیجر صاحب میرے لینے کے لیے تشریف لائے - پس معلوم ہوا کہ بعض انگریز بھی
لباس پرست ہوتے ہین - سب انگریزون کو فرشتہ خصلت سمجھنا فقط نادانی ہی نہین
بلکہ خلل دماغ ہے - خیر رن ہنٹ پاس سے پی آر اینڈ سنس پاس اپنی گھڑی ریپیر[۵۱]
کو دینے گیا - اس شاپ مین اعلی سے اعلی بیش بہا جواہرات اور جڑاؤ سامان ملتا
ہے - اسکے پاس گھڑی سازی نہایت عمدہ اور قابل اطمینان ہوتی ہے شاید ہی
ہندوستانمین گھڑی سازی کی ایسی کوئی شاپ ہو مگر سُننے مین تو نہین آئی - اس
شاپ مین برقی پنکھے لگے ہوئے ہین مین نے آجتک کبھی ایسے پنکھے نہین دیکھے
تھے - یہان سے کرزن اینڈ کو پاس گیا - یہہ ایک معمولی شاپ ہی -
شام کو جنرل ہاسپٹل[۵۲] گیا - یہان کا قاعدہ ہے کہ کسی کو کسی وقت ہاسپٹل مین
آنے نہین دیتے صرف شام کے پانچ بجے مریضون کے اقربا کو آنیکی اجازت
دیجاتی ہے چنانچہ ٹھیک وقت معینہ پر گھنٹی بجی - مین بھی سب کے ساتھ اندر چلا
گیا - مین نے تو کہین ایسا ہاسپٹل نہین دیکھا تھا - مریض کو اسمین گھر سے زیادہ

سلہ درستی - ۵۲ صدر شفاخانہ

آرام میسر ہوتا ہے تیمارداری بہت ہی خبرداری سے کیجاتی ہے۔ ہمیشہ مریض کو نرس[۱] گھیرے رہتی ہین۔ میری رائے ہین ہر مریض کو خواہ وہ مالدار کیون نہ ہو ہاسپٹل ہی مین رہنا چاہیئے۔ یہان نرسونکو شادی کرنیکی سخت ممانعت ہی سب بے شادی رہتی ہین تاکہ مریضونکی تیمارداری مین اُنسے کوتاہی نہ ہونے پائے۔ میرے خیال مین یہہ قاعدہ بیکار اور بلاضرورت ہے۔ مگر معلوم نہین کہ اسمین کیا خاص مصلحت رکھی گئی ہے۔ ہاسپٹل کی عمارت بہت بڑی اور سہ منزلہ ہے تمام ہاسپٹل مین مشین کے ذریعہ سے پنکھے چلتے ہین۔ مین نے ہاسپٹل کو تمام وکمال پھر کر دیکھ لیا ایک جگہ مین نے دیکھا کہ ایک پادری صاحب ہر بیمار پاس جاتے اور اُسکو تسلّی دیتے اور حضرت عیسیٰ کو یاد کرنیکی نصیحت فرماتے ہین۔

یہان سے نکلکر مین سنٹرل اسٹیشن گیا وہان سے آدھے گھنٹہ بعد مورمارکٹ پیر سے پیچ پہنچا۔ پیچ پر نواب عزیز الدولہ بہادر نظر آئے معلوم ہوا کہ وہ بنگلور سے آئے ہوئے ہین۔

ساڑھے سات تک ٹریلیکین واپس ہوا۔

شب مین نواب غلام رضا حسین خان بہادر کے پاس دعوت مین گیا (یہہ بھی یہان کے شاہی خاندان سے ہین) سب حضرات جمع ہو چکے تھے فقط میرا ہی انتظار تھا۔ مین بھی ٹھیک آٹھ بجے وقت معینہ پر پہنچا۔ دسترخوان نہایت ہی خوش

[۱] وہ عورت جو مریض کی خدمت کرتی ہے۔

اسلوبی سے چنا گیا تھا کھانے اور مٹھائیونکی خوش ذائقگی کے ذکر کی ضرورت نہین مدراس تو ان چیزون مین مشہور رہی ہے۔ دستر خوان پر لیمو کے شربت کے دو چار پیالہ رکھے ہوے تھے اور ہر پیالہ مین ایک چھوٹی پیالی پڑی ہوئی تھی جسکو سب بڑے پیالہ مین ڈبو کر شربت نوش فرماتے تھے۔ سب کی یہہ حرکت مجھکو سخت ناگوار گزری میرے معزز میزبان نے مجھے بھی اُسکی تواضع کی مگر مین نے عذر کر دیا۔ یہہ ایرانی طریقہ ہے۔ کھانے کے بعد پھول پان تقسیم ہوئے اور مین ٹریلیکین واپس ہوا۔

۱۱۔ جون ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ

کل یہہ تجویز ہوئی تھی کہ آج ہم علی الصباح رڈہلس[۵] جائین اور سہ پہر مین تین بجے بوقت واپسی پر مبورورک شاپ دیکھتے ہوئے واپس ہون جسکے دیکھنے کی اجازت محمد حسین صاحب عرف صاحب جو نے حاصل کر لی تھی۔ چنانچہ برہام والے سے کہا گیا مگر اُسکے دوری کی وجہ سے ناراضی ظاہر کرنے پر دو جھٹکے کرایہ پر کر لیے گئے شب ہی مین محمد حسین صاحب نے اسباب خورد و نوش کا انتظام کر لیا تھا۔ ہم سب یعنی موسی رضا علی صاحب۔ حسین علیصاحب۔ حیدر علی صاحب۔ افضل علیصاحب۔ محمد علیصاحب۔ محمد حسین صاحب اور مین صبح کے چھ بجے گھر سے روانہ ہوئے۔ آٹھ تک رڈہلس پہنچگیے۔ یہان ایک مسافر بنگلہ مین سامان وغیرہ اُتارا گیا۔ دس بجے تک گپ شپ ہوتی رہی۔ میرے قدیم دوست محمد علیصاحب کے آنیسے بڑی دلچسپی رہی۔ ہم گیارہ تک

۵۔ ایک تالاب کا نام جسکو ٹیامل مین پلی مادادرم کہتے ہین۔

ناشتہ سے فارغ ہوکر تالاب دیکھنے گئے۔ اتفاق سے ابر آگیا تھا جسکے طفیل مین
ہم تابش آفتاب سے بچے رہے اسپر بھی غضب کی گرمی تھی۔ جبکہ ہم تالاب دیکھکر
واپس ہوئے تو میرے سنبھلنے کو بلا مبالغہ آدھا گھنٹہ لگا۔ مدراس مین کچھ اس شدت
کی گرمی ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ۔ خدا کسی کو موسم گرما مین مدراس نہ لائے۔ ہر روز
کی ایسی سخت گرمی نہ سہہ سکھکر دل بے اختیار مدراس کو خیرباد کہنا چاہتا ہے۔ اب
یہان رہنے کی تاب نہ رہی۔ مگر مین اپنے ارادہ پر بالکل مستقل ہون اگر اس سے
دوچند گرمی بھی ہو تو جبتک مدراس نہ دیکھ لون ہرگز واپس نہ ہونگا۔ اگر کہین سردی
ہو تو اُسکا انسداد بآسانی گرم لباس پہننے سے ہوسکتا ہے لیکن گرمی سے بچنا سخت
دشوار امر ہے۔ یہان شام کو سمندر کے کنارہ کچھ سرد ہوا میسر ہوتی ہے اسکی بھی
یہہ کیفیت ہے کہ دو حصہ گرم تو ایک حصہ سرد۔ باقی اوقات جیسی کٹتی ہے مجھ ہی کو
خبر ہے۔ آجکل اس انتہا کی گرمی مین جو مین مسلسل خلاف عادت ایک ہفتہ سے تمام
دن چکر لگا رہا ہون معدہ مین گرمی پیدا ہوکر متلی ہوگئی ہے خورد و نوش کی چیزونمین
بڑی احتیاط کی جاتی ہے مبادا طبیعت بگڑ جائے اور مجھے بیرنگ حیدرآباد واپس
ہونا پڑے۔

غرض ہم نے ایک گھنٹہ تک تالاب اچھی طرح پھر کر دیکھ لیا۔ میرے اندازہ مین
یہہ تالاب حسین ساگر کے تالاب سے دوچند بلکہ اس سے بھی بڑا ہے۔ اس ایک ہی
تالاب سے تمام شہر مدراس سیراب ہوتا ہے۔ یہہ شہر سے چودہ میل کے فاصلہ پر

واقع ہے۔ ہماری واپسی کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد کھانا تیار رہا پھر ہم فارغ ہوکر وہان سے پانچ بجے نکلے۔

مدراس کے جھٹکون مین کسی اجنبی کو بیٹھنے کا اتفاق نہ ہوا ہین اسقدر دھکے پہنچتے ہین کہ خدا کی پناہ۔ سر کی تو پوری مرمت ہوجاتی ہے۔ مگر یہانکے لوگ بلاتکلف بیٹھتے ہین میرا تو ناک مین دم آگیا اور جی چاہا کہ پیدل چلون مگر مسافت زیادہ ہو نیسے مجبوراً اسی تکلیف دہ گاڑی مین بیٹھنا پڑا۔ موسیٰ رضا علیصاحب نے فرمایا کہ "تھوڑی دیر سے پرمبور اسٹیشن ملیگا۔ غالباً مدراس جانیوالی گاڑی اسوقت تک آجائیگی ہم اسمین سوار ہوکر چلے جائینگے" مین انکی اس فرحت انگیز تجویز سے نہایت خوش ہوا اور جھٹکا رے کا وقت قریب آنیکی امید مین راستہ کی تکلیف بھی چندان نہین معلوم ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد عین انتظار مین پرمبور آیا۔ مین نے خوش خوش اتر کر دریافت کیا کہ ریل کب آئیگی۔ پولیس کانسٹبل نے کہا کہ "آکر چلی گئی"۔ ابتو ناگزیر اسی جھٹکہ مین بیٹھنا پڑا۔ شب کے آٹھ بجے ٹری پلیکین پہنچا۔ ہماری واپسی مین بہت دیر ہوگئی ورنہ آج ہی حسب قرارداد پرمبور ورک شاپ دیکھ لی جاتی۔ اب پھر کل صبح کے نو بجے دیکھنے کی تجویز ہوئی ہے جسکی اجازت لینے کیواسطے آج محمد حسین صاحب پرمبور مین ٹھہر گئے ہین۔ مین صاحب مذکور کا بہت ہی ممنون ہون کہ انھون نے اپنے ایک ضروری کام پر جانیکو فقط میرے لیے ملتوی فرمادیا ہے۔

ہماری واپسی کے تھوڑی دیر بعد میر غلام علی صاحب قبلہ نواب حسن علیخان بہادر

کی جانب سے کل صبح کے نو بجے کی دعوت دینے تشریف لائے - مین سخت متردد
ہوگیا کیونکہ آج پر مبور مین محمد حسین صاحب میرے لیے شاپ دیکھنے کی اجازت لینے
ٹھہر گئے ہین اور انھون نے مجھے ٹھیک نو بجے وہان آنیکی دعوت دی ہے اور
مین اُنسے اقرار کرچکا ہون اور اب نواب صاحب معز کا پیام گویا حکم پہنچا ہے - نہ تو
اب میری یہہ جرأت ہوتی ہے کہ محمد حسین صاحب سے خلاف وعدگی کرکے اپنے
اخلاق پر دھبہ لگاؤن اور نہ نواب صاحب محتشم سے عذر خواہی کی جرأت ہوتی ہی
غرضکہ مین عجیب کشمکش و پیچ مین پڑگیا - نوابصاحب قبلہ سے ہمارے جو تعلقات
ہین مین اُنکا آگے ہی ذکر کرچکا ہون پس ان اعتبارات سے نوابصاحب ممدوح
کی دعوت مین نہ جانا علاوہ اُنکی خفگی اور عدول حکمی کے مین خود اس عزت افزائی سے محروم
رہا جاتا ہون - آخر مین نے اپنا محمد حسین صاحب پاس جانا اسلیے مناسب سمجھا کہ اگر ایسے میرے
مخدوم (نوابصاحب) کو معلوم ہوجائے کہ مین نے اُنکی دعوت مین حاضر ہوکر ایک
شخص سے خلاف وعدگی کی تو اُنکو اُنکے بزرگانہ عنایات جو میرے حال پر مبذول
ہین مجھسے سخت ناراض کردینگے اور رعالیجناب نوابصاحب کی ناراضی ہرگز مجھے
جائز نہ رکھنی چاہیئے - لہذا مین نے جناب غلام علی صاحب قبلہ سے التماس کی
کہ وہ میری جانب سے نہایت عاجزی کیساتھ نوابصاحب معظم کی خدمت فیضدرجت
مین میرے حاضر نہ ہوسکنے کی وجوہات عرض فرما دین -

آج یہہ طے ہوگیا کہ مین کل شام کی گاڑی مین ٹرچناپلی وغیرہ کی جانب روانہ ہوجاؤن

میرے ساتھ بھائی حیدر علیصاحب بھی تشریف لے چلینگے۔

۱۳۔جون ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ

گو آج صبح کے پانچ بجے اُٹھنے کا تہیہ تھا مگر سات بجے ہوشیار رہوا اور آٹھ بجے پر موٹر روانہ ہوا۔ ٹونک پر موٹر ورک شاپ پہنچا۔ اتفاقات سے آج تنخواہ تقسیم ہونیکا دن تھا اسیلیے حسب قاعدہ ہمکو شاپ دیکھنے کی اجازت نہ مل سکی جسکا افسوس مجھسے زیادہ میرے عزیز دوست محمد حسین صاحب کو ہوا جو صبح سے اُسکی اجازت حاصل کرنے کی کوشش مین مصروف تھے۔ آخر مین نے سوچکر ڈائری سے ایک پرچہ پھاڑا اور یہانکے مہتمم کو لکھا کہ "مین حیدرآباد سے مدراس دیکھنے آیا ہون چنانچہ مین نے اکثر قابل دید مقامات دیکھ لیے اور اب چند ہی باقی رہ گئے ہین جنکے منجملہ یہہ ورک شاپ بھی ہے جسکے دیکھنے کو آج مین آیا ہوا ہون۔ اگر دیکھنے کی اجازت دی جائے تو باعث شکرگزاری ہوگا" چونکہ میرے ساتھ حیدر علی صاحب و افضل علیصاحب بھی تھے اسیلیے مین نے اس پرچہ پر اُنکی دستخطین بھی لے لین اور مہتمم پاس بھیجا۔ جسپر مہتمم نے اپنی عنایت سے ایک گھنٹہ کی اجازت عطا فرمائی۔ اس عرصہ مین دس بجگئے۔ اسکے بعد ہم سب اندر گئے۔ چونکہ آج تنخواہ تقسیم ہونیکا دن تھا اسیلیے کام برابر نہین ہو رہا تھا تاہم بہت کچھ دیکھنے مین آیا۔ یہہ ایک بہت وسیع کارخانہ ہے۔ اسمین روزانہ چھ ہزار مزدور کام کرتے ہین۔ اب اندازہ کر لیجیے کہ اسکا روزانہ یا ماہانہ کیا خرچ ہوگا۔ یہان مزدورونکو بارہ آنے سے لیکر دس

روپیہ تک ملتے ہین - اگراوسط روزانہ فی کس تین روپیہ رکھے جائین تو ہر روز اٹھارہ ہزار یا ماہانہ پانچ لاکھ چالیس ہزار صرف مزدوری مین صرف ہوتے ہین افسوس ہے کہ حیدرآباد مین کوئی ایسا وسیع کارخانہ نہین کہ جس سے غربا کی پرورش ہوسکے -

ہم یہان سے گیارہ بجے گھر واپس ہوئے - راستہ مین لوناٹک اسٹیلم[۵۱] ملا - مجھے اسکے دیکھنے کا خیال ہوا - دربان سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ کسی کو اندر جانیکی اجازت نہین - مین نے اس جوان کو اپنا وزیٹنگ کارڈ[۵۲] مہتمم کو پہنچانے کو دیا - مہتمم نے فوراً مجھے بلوایا - آدمی بہت ہی خلیق معلوم ہوئے - انھون نے مجھسے ملاقات کی غرض دریافت کی - مین نے اُنسے کہا کہ "مین حیدرآباد سے مدراس دیکھنے آیا ہون اور قریب قریب سب مخصوص مقامات دیکھ چکا اگر آپکی مہربانی سے اجازت ہوجائے تو یہہ بھی دیکھنے مین آجائیگا" مہتمم نے نہایت افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ "اس احاطہ مین غیر آدمی کو آنے دینے کی سخت ممانعت ہے پس مین مجبور ہون ورنہ آپکو ضرور اجازت دیتا - اب چونکہ آپ اندر داخل ہوچکے ہین لہذا مناسب یہہ ہے کہ آپ ایک چکر لگاتے ہوئے تشریف لیجائین" مین اُن کا شکریہ ادا کرکے اُٹھا - اتنا انکا کہنا گویا مجھے دربردہ دیکھنے کی اجازت دینا تھا اُنھون نے ہوشیاری سے ادھر تو مجھے اجازت دیدی اور اُدھر ضابطہ کی

---

[۵۱] - دارالمجانین - [۵۲] ملاقاتی کارڈ

پابندی بھی ہوگئی - غرض مین نے خوب پھر کر دیکھ لیا - اس مجنون خانہ کے دو حصہ ہین - ایک مین مجنون مرد اور دوسرے مین مستورات رہتی ہین - عورتون کی خدمت کیلیے عورتین ہی مقرر ہین اُنکی عصمت اور پردہ کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے مجال نہین کہ اس احاطہ مین کوئی مرد داخل ہوجائے اسیلیے مین بھی اس علاقہ مین نہ جاسکا - تمام مجنون خانہ مین سوائے دو کے سب انگریز ہی انگریز نظر آئے - اسمین شک نہین کہ مدراس کی ایسی ہی شدید گرمی ہے کہ جس سے لوگ دیوانے ہوجائین - خصوصاً انگریز اس وحشتناک گرمی کی تاب کہان لاسکتے ہین - ہر مجنون کو ایک کوٹھری دیگئی ہے جو تخمیناً چار گز لمبی اور تین گز چوڑی ہوگی جنکے دروازہ سیخ کے ہین جنکو ایک بڑا زبردست قفل لگا رہتا ہے - مجنون وارڈرس[۱] سے بہت ڈرتے ہین کیونکہ وہ اُنکو مارنے پیٹنے کے مجاز ہین - اسمین چند انگریز آٹھ آٹھ دس دس سال سے بھی ہین - یہان ہر مجنون کو اُسکے حسب ضرورت سامان دیا جاتا ہی مثلاً جنکو کپڑا پہننے کا شعور ہے اُنھین کپڑا اور بچھونا وغیرہ ملتا ہے اور جو اس قابل نہین وہ یون ہی پڑے رہتے ہین - مین ایک صاحب بہادر کے حجرہ کے پاس گیا - مجھے اُنھون نے سلام کیا اور انگریزی مین ازراہ عنایت خیریت پوچھی - مین نے اُنکا شکریہ ادا کیا پھر اُنھون نے مجھسے میرے زمانۂ دراز کے بعد اُنسے ملاقات کرنیکی وجہ دریافت فرمائی - مین نے کہا کہ شومئ قسمت سے ادھر آنیکا اتفاق نہین

---

[۱] وہ لوگ جو مجانین کو کھانا و دوا وغیرہ پلاتے ہین -

ہوا اسلیے ملاقات نہین ہوئی"۔ پھر مین نے اُنسے پوچھا کہ "آپ یہان کتنے عرصہ سے
مقیم ہین"۔ تو فرمایا "دس سال سے"۔ مین نے اُنسے دریافت کیا کہ "آپ کیون
یہان اس بے سروسامانی مین پڑے ہین۔ گھر کیون نہین تشریف لیجاتے"؟
جواب دیا کہ "یہی میرا گھر ہے۔ پھر مین کہان جاؤن"۔ اسکے بعد اُنھون نے
مجھسے کہا کہ ذرا آپ ٹھہریئے۔ مین ابھی میم صاحبہ سے کچھ کہکر آتا ہون"۔ یہہ کہکر
وہ اُسی حجرہ کے ایک گوشہ مین ہماری طرف سے پیٹھ پھیر کے کھڑے ہو گئے
اور کچھ بکواس کرکے پلٹے۔ غالباً اُنھون نے دیوار کے گوشہ ہی کو میم صاحبہ
تصور فرمایا۔ اسکے بعد کچھ گانا سُنا کے کہا کہ "کل ملینگے"۔ یہہ بالکل ننگے گویا مادرزاد
تھے۔ انکے کمرے مین ایک چھوٹی شطرنجی بھی نہ بچھی تھی۔ وارڈر نے کہا کہ
"اگر انکے کمرے مین ایک کپڑے کا ٹکڑا بھی ڈال دیا جائے تو وہ حتی الوسع
اُسکی چھوٹی چھوٹی دھجیان کرکے پھینکدینگے"۔ آدمی بالکل جوان ہین۔ چپراسی
معلوم ہوا کہ یہہ کسی محکمہ مین پانسو کے ملازم تھے۔ مین انسے مشرف ہوکر دوسرے
صاحب بہادر کی ملاقات کو گیا۔ یہہ صاحب ظاہرا بہت ہی بُردبار اور متین
معلوم ہوئے۔ اِنکے کمرے مین شطرنجی کا فرش بچھا ہوا تھا ایک طرف صاحب کا
پلنگ دھرا تھا اور خود آرام کرسی پر لیٹے ہوئے تھے۔ کرسی کے بازو ایک
چھوٹا میز بھی تھا۔ جب مین انکے حجرہ کے سامنے گیا یہہ میری تعظیم کے لیے
سروقد اُٹھ کھڑے ہوئے اور وارڈر سے پوچھا کہ "آپ کیون اور کہان سے

تشریف لائے ہین" وارڈر نے کہا کہ "حیدر آباد سے فقط تمہارا گانا سُننے آئے ہین" پھر آپ آرام کرسی پر لیٹ گئے اور رگمالہ بجاتے ہوے گانے لگے۔ مجھے اسنکے راگ مالہ بجانے مین بڑا لطف آیا۔ یہہ بھی کہین سمارسو کے ملازم تھے غرض مین ہر ایک سے مشرف ہوا۔ اس عرصہ مین ایک بج گیا۔ قریب دو کی ٹریلیکین واپس ہوا۔

شام کی گاڑی مین حیدر علی صاحب اور مین ٹرچناپلی روانہ ہوئے۔

۱۳۔ جون ۱۹۰۲ء روز جمعہ

آج صبح ہوتے ہوتے ٹرچناپلی پُہنچا۔ حیدر علی صاحب کے خط پُہنچ جانیکی وجہ سے اسٹیشن پر ہمارے لینے کو عابد حسین صاحب اور محمد ابراہیم صاحب تشریف لائے تھے۔ ہر چند کہ محمد ابراہیم صاحب نے ہمکو اپنا مہمان کرنا چاہا مگر عابد حسین صاحب نی اُنکی ایک نہ سُنی اور ہمکو اپنا مہمان کیا۔ جس بر و بام مین کہ ہم اسٹیشن سے آئے تھے وہی تمام دن کے لیے تین روپیہ آٹھ آنہ پر کرایہ کر لی گئی۔ آٹھ ساڑھے آٹھ تک ناشتہ سے فارغ ہو کر بویرز کیامپ[۱] گیا۔ یہہ کیامپ آبادی سے تخمیناً تین میل ہوگا۔ یہان ایک ہزار بویرز مقید ہین جنمین کچھ بچے بھی ہین مگر کوئی عورت نہین ہے۔ کیامپ کے دو حصار ہین ایک بیرونی حصار ہے جہان یوروپین سولجرس نیٹیو سپاہی اور سوارونکے پہرے ہین اِسکے اندر صرف وہی لوگ جاسکتے ہین

---

[۱]۔ بویرونکی قیام گاہ۔

جنکو پاس دیا گیا ہو اور یہہ پاس سوائے گتہ دارونکے کسی اور کو نہین دیا جاتا۔
دوسرا اندرونی حصار ہے جسکے اندر بوبرز رہتے ہین۔ اس حصار کے اندر بجز
تعلقدار ضلع اور ڈاکٹر کے کوئی نہین جا سکتا۔ سپاہی وغیرہ کی مجال نہین کہ اسمین
قدم رکھ سکین وہ فقط بیرونی حصار کے اندر اور اندرونی حصار تک جا سکتے ہین۔
اندرونی اور بیرونی حصارون کے درمیان پچاس ساٹھ گز کا فاصلہ ہوگا۔ اندرونی
حصار کے اطراف بھی یورپین سپاہیونکے پہرے ہین۔ اندرونی اور بیرونی
دونون حصارین قد آدم بلکہ کسیقدر اس سے بھی اونچی اور خاردار تار کی بنی ہوئی
ہین۔ اندرونی حصار دوہرا ہے یعنے دو باڑین لگائی گئی ہے جنکے درمیان شاید
تین چار گز جگہ چھوٹی ہوئی ہوگی جسپر ناگ پھنی بافراط بچھا دیگئی ہے۔ اسکے اندر
بوئرون کے لیے مکانات بنے ہوئے ہین۔ تمام کیامپ مین برقی روشنی کا انتظام
ہے کہتے ہین کہ رات کو کیامپ بقعۂ نور ہو جاتا ہے۔ اگر رات کو اس احاطہ مین
چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی مثل سوئی کے ڈال دیجائے تو فوراً نظر آسکتی ہے۔ یہان کا
گتہ دار کہتا تھا کہ اس کیامپ کی تیاری مین تین لاکھ روپئے صرف ہوئے ہین۔
بوئرز رنگ و روغن وضع و قطع مین بالکل انگریز معلوم ہوتے ہین۔ انمین اکثر
بلکہ سب چھوٹی سی داڑھی رکھتے ہین۔ انکی ٹوپی کے اطراف ایک سرخ دھجی لپٹی
ہوتی ہے۔ یہہ بڑے جوانمرد۔ ڈھیٹ۔ چالاک۔ عقلمند ہوتے ہین۔ انکو بڑھئی کا
کام اعلیٰ درجہ کا آتا ہے۔ انکی درخواست پر گورنمنٹ نے انکو بڑھئی کے ہتھیار

اور لکڑی وغیرہ دی تھی۔ اسکے بعد کچھ دن تو وہ چوبی سامان بناکر بیچا کیے اور خفیہ طور پر انھین ہتھیارون سے باروت کے کوٹھے تک سرنگ کھودی۔ فوراً گورنمنٹ کو اسکی اطلاع ملی اور اُنسے وہ سامان چھین لیا گیا۔ اس بے سروسامانی مین انکے یہہ خیالات اور یہہ ہمت لائق ستائش ہے۔ اسکے تھوڑے ہی دنون پہلے یا بعد کا واقعہ ہے کہ ایک شب کو چند بوئرز اپنے مکانون سے نکلکر باہر ٹہل رہے تھے۔ سپاہی نے آواز دی کہ "اندر چلے جاؤ" مگر اُنھون نے اُسکے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی اور برابر ٹہلتے رہے۔ جب سپاہی نے سختی سے کہا تو اُسکو پتھر پھینک کر مارا اسپر سے سپاہی نے فیر کیا اور ایک بوئر گر گیا باقی سب پتھر سے مقابلہ کرنے پر آمادہ تھے کہ اس عرصہ مین ہلڑ مچ گیا اور معاملہ کا تصفیہ کر دیا گیا۔ اس سے اُنکی بہادری اور دلیری کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے اس بیچارگی مین انکی یہہ بیباکی اور جوانمردی کوئی معمولی بات نہین ہے۔ سُنا گیا کہ اس انتظام پر بھی چھ سات بوئر فرار ہوگئے تھے مگر پھر گرفتار کر لیے گئے۔ انکو آبادی مین آنیکی اجازت ہے مگر ہر ایک کے ہمراہ ایک سولجر ہوجاتا ہے۔ انہین جو افسر ہین اُنکے لیئے بیلون کے تانگے مقرر ہین۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ اُنکو غذا عمدہ اور نہایت ہی احتیاط سے دیجاتی ہے۔

مین بارہ بجے گھر واپس ہوا۔ ہر روز کی گردشون سے بیحد خستہ ہوگیا ہون۔ مین یہہ نہین کہہ سکتا کہ آج کسقدر میری طبیعت پست رہی۔ مجھے یہان سے واپس ہونیکا بار بار خیال گزرتا ہے مگر اس حالت پر بھی نئے نئے مقامات دیکھنے کا شوق بہت دلاتا ہے

حالانکہ (بلامبالغہ) تھکاوٹ کی یہہ کیفیت ہے کہ زمین سے ایک قدم اُٹھانا گویا ایک مسافت بعیدہ طی کرنا ہے۔ خدا جانے کہ بقیہ ایک ہفتہ کیونکر کٹے گا۔

کھانا کھا نیکے تھوڑی دیر بعد سری رنگم کا شوالہ دیکھنے گیا جو دریائے کاوری کے جزیرۂ سری رنگم پر واقع ہے۔ جغرافیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شوالہ تمام ہندوستان کے شوالون مین سب سے بڑا ہے۔ واقعی شوالہ بہت ہی عظیم الشان ہے اسمین ہزار کھمبون کے کئی منڈپ ہین۔ اس شوالے کا رقبہ چار میل ہے۔ یہہ سات دیوارونسے احاطہ کیا گیا ہے جسکی ہر ایک دیوار پچیس فیٹ اونچی اور چار فیٹ چوڑی ہے۔ چار بجے سری رنگم سے ٹرچناپلی واپس آیا۔ واپسی کے بعد مین نے شہر مین خوب چکر لگایا۔ یہہ شہر علاقۂ مدراس مین شہر مدراس کے بعد سمجھا جاتا ہے۔ ناف شہر مین چھوٹی سی پہاڑی پر ایک شوالہ بنا ہوا ہے۔ اسکا بیرونی حصۂ سقف سونے سے ملمع کیا ہوا ہے۔ اسکی آبادی اکانوے ہزار ہے۔ یہان چمڑے اور چمڑے کا سامان خصوصاً بوٹ وغیرہ عمدہ تیار ہوتا ہے اور دوسرے ممالک مین جا کر بکتا ہے۔ یہان والاجاہ کی قبر بھی ہے۔ پانچ بجے مجسٹریٹ کی کچہری کو گیا۔ مجسٹریٹ صاحب اظہار اسقف قلم بند فرما رہے تھے۔ چونکہ زبان ٹامل تھی اسلیے مین ایک لفظ بھی نہ سمجھ سکا آخر اپنا کھڑا رہنا بیکار سمجھکر چلا گیا۔ اجلاس بالکل معمولی اور بے رونق تھا۔ یہان سے ٹاون ہال گیا۔ لوگ بالکل کم نظر آئے۔ ہال مین دو چار ہی آدمی اخبار بینی کر رہے تھے۔ یہان اکثر انگریزی اور چند ٹامل اور تلنگی اخبار آتے ہین۔ اسی ہال مین ایک طرف

بلیرڈ بس ٹیبل بھی رکھا تھا۔ ہال کے پیچھے ٹینس کورٹ پر آٹھ دس برہمن کھیل رہے تھے
انہین سے ایک راؤ صاحب نے مجھے دیکھکر بلایا اور کرسی دی اور مجھسے پوچھا کہ آپ
کہان کے باشندے ہین۔ کیون آئے ہین"۔ مین نے کہا کہ "حیدرآباد کا باشندہ
ہون صرف سیر کی غرض سے آیا ہون"۔ اسکے بعد انھون نے مجھ سے کچھ حیدرآباد کے
حالات دریافت کیے۔ آخر مین مجھے ٹینس کھلایا۔ ان لوگونکو ٹینس کھیلنے مین واقعی قابل
تعریف مشق حاصل ہے۔ چھ بجے گھر واپس ہوا۔

رات کے آٹھ بجے محمد ابراہیم صاحب کے پاس ہماری دعوت تھی۔ ہم وہان سے
فارغ ہو کر تونک اسٹیشن گئے۔ ریل آنیکے بعد مدیورہ[لہ] کا ٹکٹ لے لیا گیا اور ہم سوار
ہو گئے۔ چونکہ مڈیورہ مین حیدر علی صاحب کے کوئی ملاقاتی نہین ہین اسلیے انھون نے
محمد ابراہیم صاحب کو ساتھ لے لیا۔

۱۴۔ جون ۱۹۰۲ء۔ روز شنبہ

صبح کے چار بجے ہم مڈیورہ پہنچے۔ محمد ابراہیم صاحب ہمکو اپنے ایک دوست کے
مکان پر لے گئے جو یہانکے معزز خوش باشونسے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ انکے والد بزرگوار
بڑے مال دار تھے۔ انکے انتقال کے بعد انکی تین لاکھ کی جائداد پانچ بیٹون مین
تقسیم ہوئی گویا ہر ایک کو ساٹھ ہزار ملے مگر آپس کی نااتفاقیون نے اس رقم کو عدالت
اور وکلا کی نذر کروادیا اب انکی حالت قرض داری وغیرہ سے بالکل تباہ ہو گئی ہے۔

[لہ] مدرہ

اسمین شک نہین کہ یہہ زمانہ مسلمانون کے ادبار کا ہے جیسے کہ اور زمانے دوسری اقوام کے لیے رہے ہین۔ اول توان حضرات کے پاس کچھ رہا نہین اگر کسی پاس کچھ ہے بھی تو انھین لغویات اور خانہ جنگیون مین صرف ہوجاتا ہے آخر مین بھیک مانگنے کی نوبت پہنچتی ہے۔ معلوم نہین کہ انکو کب سمجھ آئیگی۔ حالانکہ ہر روز اسی خانہ جنگی کی بدولت سینکڑون گھر تباہ ہوتے دیکھتے ہین۔

یہان بھی ایک برہام کرایہ کرلی گئی۔ آٹھ بجے یہان کا مشہور و معروف شوالہ دیکھنے گیا جسکا فوٹو مین نے سدرن[1] انڈیا ریلوے کے فسٹ کلاس مین دیکھا ہے۔ واقعی بہت عمدہ شوالہ ہے۔ میرے خیال مین اس شوالے کا نمبر ہندوستان مین سری رنگم کے شوالے کے بعد ہی ہوگا۔ یہانسے مین کلکٹر[2] آفس گیا جو ایک قدیم خوش وضع شاہی محل مین ہے واپسی مین مین نے ایک برگد کا درخت دیکھا جسکی ایک سو پانچ جٹائین ہین۔ اور شکل مین مدوّر ہے اسکا طول ایکسو آٹھ فیٹ اور عرض ایک سو چار فیٹ ہے چار سال قبل مین نے دریائے گوداوری کے کنارہ بمقام انارم ضلع ایلگندل ایک اور برگد کا درخت دیکھا تھا۔ گو اُسکی جٹائین بالکل کم تھین اور سایہ بھی چھوٹا تھا مگر تنہ پچاس گز کا تھا۔ اسکے بعد بستی مین سے ہوتا ہوا گھر واپس ہوا۔ نظام آباد اور پُررونق ہے۔ مدراس پریسیڈنسی مین یہہ تیسرا شہر سمجھا جاتا ہے۔ اسکی آبادی پشاور کی آبادی سے کچھ زیادہ ہے یعنے ستاسی ہزار ہے۔ یہہ کسی زمانہ مین سلطنت

[1] یعنے جنوبی ہندوستان ریلوے کے درجۂ اول مین۔ [2] محکمۂ تعلقداری

پانڈیان کا پائے تخت تھا جو دو ہزار چار سو برس قبل گویا عیسیٰ علیہ السلام سے پانسو برس آگے ایک زوردار ہندوستانی ریاست تھی۔

ہم شام کو اپنے میزبان صاحب کے بڑے بھائی صاحب سے ملنے گئے۔ آدمی نہایت خلیق ہین اُنھون نے ہماری بڑی خاطر و مدارات کی۔

یہانسے سیلون[۵۱] بالکل قریب ہی۔ ارادہ ہوتا ہے کہ جاکر دیکھ آؤن مگر جون کا مہینہ ہی آجکل سمندر مین طوفان رہتا ہے علی الخصوص پالک اسٹریٹ مین۔ اسلیے لوگ مانع آتے ہین۔

ہم یہانسے رات کے نو بجے ٹیانجور[۵۲] روانہ ہوئے۔

۱۵-جون ۱۹۰۲ء روز یکشنبہ

رات کو محمد ابراہیم صاحب بھی ہمارے ساتھ سوار ہوئے اور ٹرچناپلی پر اُتر گئے ہم علی الصباح ٹیانجور پہنچے۔ حیدر علی صاحب یہان کے جاگیردار نواب غلام حسین خان صاحب کے پاس لے گئے۔ یہہ وہی جاگیردار صاحب ہین جنکے نواب سر آسمانجاہ بہادر سابق وزیر دکن مہمان ہوئے تھے۔

یہان سواری کو ایک فٹن ملی جسپر مین نے بستی کی اچھی طرح سیر کی۔ مقام اپنی حالت پر اچھا ہے۔ اسکی آبادی چوّن ہزار ۵۴۰۰۰ ہے۔ وسط آبادی مین چار خوبصورت گلیان ہین۔ مین انھین سے ہوتا ہوا راجہ کے محلات دیکھنے گیا۔

---

[۵۱] لنکا۔ [۵۲] تنجاور۔

چھوٹے چھوٹے دو چار محل ہین - ایک مین راجہ صاحب کا کتب خانہ اور کچھ سنگ مرمر کی مورتین ہین - دوسرے مین کچھ متفرق آرایشی چیزین اور راجاؤن کی تصاویر لگی ہین - اس محل مین ایک طرف راجہ صاحب کی انّا اور اُسکے شوہر کی ہڈیان جما کر رکھی گئی ہین -

یہان سو برس قبل مرہٹون کی حکومت تھی - اس ریاست کو سیواجی اعظم کے بھائی وِنکاجی نے ۱۶۷۸ء مین حاصل کیا تھا - اُسکی اولاد نے ۱۷۷۰ء تک خودمختارانہ حکومت کی مگر ۱۷۷۱ء مین محمد علیخان والاجاہ نواب آرکاٹ نے انگریزونکی تائید سے تلجاجی کو خراج دینے پر مجبور کیا لیکن راجہ نے خراج دینے سے قطعاً انکار کیا اسپر والاجاہ نے انگریزونکی کمک سے اُسکو معزول کردیا - تھوڑے ہی دنون بعد آپسمین صلح ہوگئی اور تلجاجی کو ملک واپس دیدیا گیا - اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد تلجاجی کا انتقال ہوگیا اور اُسکے بھائی امیر سنگھ اور ساربوجی مین جھگڑا پڑا - آخر انگریزونکی مدد سے امیر سنگھ ہی راجہ بنا مگر اُسکے ظالمانہ برتاؤ نے اُسکو ۱۷۹۸ء مین خانہ نشین کردیا اور انگریزونکی طرف سے ساربوجی راجہ بنائے گئے ساربوجی نے اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال یعنے ۱۷۹۹ء مین ملک کا انتظام انگریزونکے سپرد کردیا اس شرط پر کہ انگریز اُنکو ریاست کی آمدنی کا پانچوان حصہ دیا کرین - ۱۸۳۲ء مین سابورجی کا انتقال ہوگیا اور سیواجی برائے نام راجہ ہوئے جنھون نے ۱۸۵۵ء مین لاولد انتقال کیا پس اُسوقت سے رہا سہا لقب راجہ بھی

مفقود ہوگیا - اب سیواجی کی بی بی موجود ہین جنھین کچھ وظیفہ ملتا ہے -

ٹیانجور مین زرگری اعلیٰ درجکی ہوتی ہے - یہان کا شوالہ ہندوستان کے شوالون مین سب سے زیادہ خوبصورت سمجھا جاتا ہے -

ہم رات کے نو بجے کی گاڑی مین مایا ورم روانہ ہوئے -

۱۶ - جون سنہ ۱۹۰۲ع روز دوشنبہ

ہم رات کے بارہ بجے مایا ورم پہنچے - گو کہ یہہ چھوٹا سا قصبہ ہے اور نہ یہان کوئی قابل دید چیز ہے مگر میری یہان آنیسے غرض صرف چچا عباس علیصاحب قبلہ کی ملاقات تھی جو یہان تحصیلدار ہین - اگرچہ میرے اسکول کھلنے کے دن قریب آگئے ہین اور مین اپنا ایک دن بھی ضایع کرنا نہین چاہتا لیکن یہہ مقام راستہ مین ہونیکی وجہ سے مجھے خواہ مخواہ یہان اُترنا اور قبلۂ موصوف کی ملازمت حاصل کرنا پڑا - مین انگلستان سے چلتے وقت ادھونی - ویلور - مدراس - بنگلور اور پانڈیچری[۵۱] جانیکا قصد رکھتا تھا چنانچہ ادھونی - ویلور - اور مدراس گیا اور پرسون پانڈیچری جانیکا خیال ہے مگر میرے اکثر عزیز و اقارب نے بنگلور مین پلیگ ہونیکی وجہ سے مجھے وہان جانیسے باز رکھا اور بعوض اُسکے ٹرچناپلی - مدورہ[۵۲] - ٹیانجور[۵۳] - کمبا کرم - ٹرانکوبار - کاریکال (علاقۂ فرانس) نیگاپٹام - ناگور دیکھنے کی رائے دی جو واقعی قابل دید مقامات ہین - مگر چونکہ مجھے بلدہ جانیکی جلدی ہے - اسلیے مین نے ناگور - ٹرانکوبار -

[۵۱] پانڈیچری - [۵۲] مدورہ - [۵۳] تنجاور -

ینگاپٹام - کمبا کرم جانا مناسب نہین سمجھا اور مدراس سے نکلکر دوسرے مقامات دیکھتا ہوا یہان آنکلا - اب کل کاریکال جانیکا ارادہ ہے - آج قبلۂ موصوف نے کاریکال کے دو معززین کے پاس ایک چپراسی روانہ کردیا ہے اور اُسکو تاکید کی گئی ہے کہ وہ کل اُن صاحبونکو لیکر اسٹیشن پر میرا منتظر رہے -

آج بارہ بجے تک چچا صاحب سے باتین ہوتی رہین - شام کو حیدر علیصاحب اور مین بطور تفریح اسٹیشن گئے - اور تھوڑی دیر سے گھر واپس ہوئے -

گھر پر ایک مشائخ صاحب سے ملاقات ہوئی جو آپکو اورنگ آبادی بتاتے ہین انکی زبان دانی کا یہان بے حد چرچا ہے - حالانکہ اُنکی زبان بالکل دیہاتی ہے - یہہ بزرگوار نہ تو موقع دیکھتے نہ محل ہر بات کو سنکر پہلے "جچی بجا ارشاد ہے" (غالباً تبرکاً) فرماکر جو کچھ فرمانا ہو فرماتے ہین -

شب کے نو بجے اسٹیشن گیا - گو کہ کاریکال جانیوالی گاڑی صبح کے پانچ بجے جاتی ہے مگر مجھے صبح کے پانچ بجے جانیسے رات ہی کو اسٹیشن جاکر وہان ٹھہرجانا آسان معلوم ہوا -

مین حیدر علیصاحب کا بے انتہا ممنون ہون کہ اُنھون نے برابر چار دن میرا ساتھ دیا - مین یہہ کہہ سکتا ہون کہ مجھے اُنکی ہمراہی مین ٹرچناپلی - مدُورا - تیانجور وغیرہ مین جسقدر آرام ملا وہ آرام اگر مین اسکا سہ چند روپیہ بھی صرف کرتا تو میسر نہ ہوتا - اُنھون نے ان گرمیون مین اپنی راحت کو بالائے طاق رکھا اور دن بھر کی

گردشون مین برابر میرے شریک رہے آخر اُنکو پیچش ہو گئی جس مجبوری سے وہ آیندہ میرا ساتھ نہین دیسکتے۔ جسکا صاحب موصوف کو اور مجھے سخت افسوس ہے مجھے اسلیے کہ وہ میرے ساتھ شیطانی گردشون مین بیمار ہو کر مجھسے جدا ہو رہے ہین اور اُنکو اسکا افسوس ہے کہ وہ اپنی علالت کی وجہ سے میرا ساتھ آیندہ نہین دیسکتے۔ غرض مین انکی عنایات کا تہ دل سے شکرگزار ہون اور صدق دل سے انکی صحت کا خواستگار ہون۔

۱۷-جون ۱۹۰۲ء روز سہ شنبہ

کاریکال مین دو اسٹیشن ہین۔ ایک پُریار وڈ اسٹیشن جو بستی کے اس سرے پر واقع ہے دوسرا کاریکال اسٹیشن جو سمندر کے کنارہ بستی کے آخر مین واقع ہے۔ اگر ہم پُریار وڈ پر اُترین تو برابر بستی دیکھتے ہوے جا سکتے ہین اور اگر کاریکال پر اُترین تو بستی دیکھنے آنا پڑتا ہے۔ اسلیے مین نے پُریار وڈ کا ٹکٹ لیا۔ گاڑی آٹھ بجے پُریار وڈ پہنچی۔ اتفاقات سے مین سو رہا تھا۔ جب گاڑی کے چلنے مین دو ہی منٹ باقی رہ گئے تھے تب مین ہوشیار ہوا۔ گھبرا کر بورڈ پر دیکھتا ہون تو کچھ اور ہی نام لکھا ہے مگر مجھے اُسی کے پُریار وڈ اسٹیشن ہونے پر یقین کلی ہو گیا تھا۔ غرض مین نے فوراً اُترکر دو تین آدمیون سے اسٹیشن کا نام دریافت کیا تو لوگون نے اُسکو پُریار وڈ بتایا۔ مین نے اُنسے پوچھا کہ پھر بورڈ پر دوسرا نام کیون لکھا ہے تو اُنھون نے کہا کہ "اور کیا لکھا ہے وہی تو لکھا ہے"! مجھے بڑی حیرت ہوئی اور اب بھی یقین نہین آتا

اس عرصہ مین گارڈ اپنی گاڑی کی طرف روانہ ہوا۔ آخر مین نے اپنا اُتر جانا ہی مناسب سمجھکر فوراً عبدالکریم سے سامان اُتروا لیا۔ مین نے اپنا تمام سامان مایا ورم مین چھوڑکر فقط ایک لوٹا صراحی اور سوزنی کو ہمراہ رکھا ہے۔ اُترنے کے بعد مین نے اس واقعہ کو سوچا تو معلوم ہوا کہ وہ نام زبان فرنچ مین بعوض پُریار وڈو کے پُریارڈا لکھا ہے۔ گو اسکا فرق کرنا کچھ مشکل امر نہ تھا مگر اُسوقت گھبراہٹ مین مجھے کچھ نہ بن پڑا۔ اُترنیکے بعد اسٹیشن پر کل جو چپراسی روانہ کیا گیا تھا اُسکو ڈھونڈھا مگر وہ موجود نہ تھا جس سے مجھے کسیقدر فکر ہوئی۔ پندرہ بیس منٹ اُسکے انتظار مین اسٹیشن پر ٹھہرا رہا۔ آخر عبدالکریم نے سامان اُٹھا لیا۔ ہم اسٹیشن کے باہر آئے۔ اسٹیشن کے لوگ تو کچھ انگریزی جانتے بھی تھے مگر باہر نہ کوئی انگریزی ہی سمجھتا تھا نہ اُردو۔ فرنچ علاقہ مین تمباکو یا افیون لانیکی سخت ممانعت ہے۔ مسافر اسٹیشن کے باہر آتے ہی اُس سے اُسکے متعلق استفسار کیا جاتا ہے چنانچہ ہم سے بھی دروازہ پر ایک آدمی نے پوچھا کہ "کیا آپ پاس تمباکو یا افیون وغیرہ ہے"؟ مین نے جواب دیا کہ "نہ ہم اُن چیزونکے عادی ہین نہ وہ ہمارے ساتھ ہین" اگر کوئی غلط بیان کرنے اُسکی غلط بیانی ثابت ہو تو ۱۰ یا ۵ روپیہ جرمانہ ہوتا ہے۔ مین نے باہر نکلکر ایک صاحب کے ذریعہ ایک جھٹکے والے سے جو اُردو سے نابلد تھا پوچھا کہ "مجھکو بستی پھراتے ہوے اسٹیشن پر لاکر چھوڑنیکا کیا لیگا" اُس نے پانچ روپیہ طلب کیے۔ حالانکہ واجبی کرایہ آٹھ آنہ ہوتا ہے۔ مین نے پھر اُنھین صاحب کی ذریعہ سے

اُس سے کہا کہ "تم مجھکو کم سن اور نیا آدمی دیکھکر بے اندازہ کرایہ بتاتے ہو۔ اگر تم مقررہ اور واجبی کرایہ پر لے چلتے ہو تو مناسب ہی ورنہ مجھے جھٹکے کی ضرورت نہین"۔ مگر وہ اس خیال سے کہ شائد مین اُسکے کہنے پر راضی ہوجاؤن انکار کرتا رہا۔ مجھے بھی جھٹکے کی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی۔ خیر مین نے اُن درمیانی صاحب سے مسجد کا پتہ پوچھا تو اُنھون نے فرمایا کہ "آپ سیدھے دو سو قدم چلے جائیے تو دہنی طرف مسجد ہے"۔ مین یہہ سُنکر اُنکے بتائے ہوے پتہ پر چلا مگر مسجد نہین ملی۔ آخر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے بیزار ہوکر راستہ پر کھڑا ہوگیا اسکے بعد اور بھی چند صاحبون سے مین نے مسجد کا پتہ دریافت کیا مگر کسی نے میرے استفسار کو نہ سمجھا۔ مین یہہ ماجرا دیکھکر حیران و متفکر پندرہ منٹ تک وہین ٹھہرا رہا اس عرصہ مین دور سے ایک مسلمان صاحب نظر آئے مین اُنکو دیکھکر خوش ہوگیا کہ اُنکو ضرور اُردو آتی ہوگی کیونکہ یہہ زبان ہندوستان مین مسلمانونکی زبان کہی جاتی ہے اور ابتک میرے خیال مین ہندوستان کا ہر مسلمان اسکو جانتا تھا۔ مگر شومیٔ قسمت سے یہہ صاحب اُردو سے ناواقف تھے۔ پھر مین اپنی جگہہ پر کھڑا ہوگیا۔ یہانکی یہہ حالت دیکھکر مجھے وحشت ہونے لگی۔ بڑی مشکل تو یہہ تھی کہ کوئی انگریزی بھی نہین جانتا سب ٹامل بولتے ہین جسکا مین ایک لفظ بھی نہین سمجھتا۔ اُسکی پریشانی مین تفصیلاً نہین لکھ سکتا۔ اندازہ کرنیسے ظاہر ہوگا کہ ایک سترہ سالہ لڑکا کہ جسے کبھی ایسے اتفاقات درپیش نہ ہوے ہون اور جسکا سفر ہمیشہ آرام و آسایش اور حکومت کے ساتھہ ہوتا رہا ہو اس موقع پر

کہ یہان علاوہ دوسری بے عنوانیونکے نہ وہ اس جگہ کی زبان سے واقف نہ دوسرے
اُسکی زبان سے واقف کیا کیا دقتین اُٹھانی پڑی ہونگی اور اُسپر وہ وقت کیسا
اور کس حالت مین کٹا ہوگا۔

اُسوقت میرے ہاتھ مین ایک سونے کی جڑاؤ انگوٹھی تھی۔ جب مین نے یہ
حالت دیکھی تو فوراً لوگونکی آنکھونسے بچاکر اُسکو جیب مین رکھ لیا تاکہ کسی چور یا
لُٹیرے کو میری طرف توجہ نہ ہو۔ اس مقام پر مین قریب ایک گھنٹہ کے کھڑا رہا
دلمین متفرق خیالات گزرتے تھے کبھی تو یہان آنے کا پچھتاوا ہوتا تھا۔ کبھی
اس گھنچکر کو دیکھکر ہنسی آتی تھی۔ کبھی تمام دن گزرنے کی فکر ہوتی تھی۔ اور کبھی اس
موقع کے درپیش آنیکی اس خیال سے خوشی ہوتی تھی کہ آجکا دن میرے سفر مین
یادگار دن ہوگا اور آج مین نے سفر کا کچھ مزہ چکھا۔ غرض مین انھین خیالات مین
محو کھڑا تھا کہ ایک اور مسلمان صاحب نظر آئے۔ مین جلدی سے اُن حضرت کے
پاس گیا اور اُنسے کہا کہ "اگر ممکن ہو تو مہربانی سے ذراسی تکلیف گوارا فرماکر مجھے
بستی پھراتا ہوا اسٹیشن لیجاکر چھوڑ دینے کا ایک جھٹکہ کرایہ کردا دیجے"۔ میری خوش
نصیبی سے ان صاحب کو اُردو آتی تھی اُنھون نے مجھ پر بڑی مہربانی فرماکر ایک
جھٹکہ آٹھ آنہ پر کرایہ کروا دیا اور جھٹکے والیکو یہان کے مخصوص مقامات بتانیکی تاکید کی
اور پھر اس خیال سے کہ شائد وہ مجھے اچھی طرح نہ بتلائے مزید عنایت فرماکر ایک
صاحب کو جنھین کچھ اُردو آتی تھی میرے ساتھ کر دیا۔ مین اپنے اس محسن کا احسان

ہرگز ہرگز نہ بھولونگا یہہ اُنکا احسان ایسا نہین ہی کہ جسکو مین کبھی کسیطرح بھول سکون یا اُس سے سبکدوش ہو سکون گو کہ اُنکے اس احسان کا بدلہ مجھسی ممکن نہین مگر مجھے یہہ خیال ہوا کہ اُنکی خدمت مین کچھ گزرانون مگر ساتھ ہی یہہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جگہ نئی ہے اگر کوئی اُنسے سلوک کرتے ہوے مجھے دیکھ لے تو خدا معلوم پیسے کے لالچ سے میرے ساتھ کیا سلوک ہو اور مین نے یہہ بھی سُنا تھا کہ بعض اوباش لوگ جب کسی اجنبی کو دیکھ لیتے ہین تو پہلے اُسکی نہایت درجہ خاطر و مدارات کرکے اُسکو غافل اور اپنے سے مطمئن کر لیتے ہین اور پھر قابو پاکر اپنا کام کر جاتے ہین - غرض انھین خیالات فاسدہ نے مجھکو اُنکی ایک چھوٹی سی خدمت گزاری سے بھی محروم رکھا - الغرض مین اُنکا صدق دل سے مناسب الفاظ مین شکریہ ادا کرکے جھٹکے مین سوار ہو گیا اور وہ دوسرے صاحب بھی میرے ہمراہ ہو گئے - ان صاحب کے اُردو جاننے کی یہہ کیفیت ہی کہ اثناء گفتگو مین ایک لفظ تو وہ فرماتے تھے اور دوسرا لفظ اُنکے اشارون سے مین قیاساً کہتا تھا - غرض مجھے اُنکی گفتگو مین بڑا لطف آیا - مین سمندر کے کنارہ سے ہوتا ہوا آرٹی ژین[1] ول دیکھنے گیا جسکی کیفیت مین نے اپنے شفیق استاد مسٹر ٹیٹ سے سُنی تھی اور جسکے دیکھنے کی مجھے ایک زمانہ سے خواہش تھی - یہانسے نکلکر بستی پھرتا ہوا پوریا روڈ اسٹیشن گیا یہان لوگون نے کاریکال اسٹیشن جانے کی صلاح دی چونکہ وہان ویٹنگ[2] روم وغیرہ بنے ہوئے ہین - پھر مین کاریکال

[1] یہہ ایک نل ہوتا ہی جو زمین مین تیس چالیس گز کی فاصلہ پر جاکر پھر لیسے ملتا ہی جسکے ذریعہ سی قدرتاً پانی اوپر چڑھتا ہے - [2] ٹھہرنے کے کمرے -

اسٹیشن گیا۔ اسٹیشن مین داخل ہو رہا تھا کہ کل کا بھیجا ہوا چپراسی ملا۔ اس چپراسی کو بھی اُردو نہین آتی تھی لیکن مترجم صاحب کے ترجمہ سے معلوم ہوا کہ اُسکے اسٹیشن آنے مین دیر ہوگئی تھی جب وہ آیا ریل جا چکی تھی۔ اُسنے اسٹیشن ماسٹر سے میرے آنیکے متعلق دریافت کیا مگر کچھ برابر پتہ نہین ملا۔ وہانسے وہ نکلکر اِدھر اُدھر تلاش کرتا رہا آخر کار رکیال اسٹیشن آیا۔ یہان بھی مین اُسکو نہ ملا تو وہ یہہ سمجھکر کہ آج مین مایا ورم ہی مین رہ گیا ہون واپس ہو رہا تھا۔ خیر مجھکو اُسکے ملجانے سے بڑا اطمینان ہوا۔ یہانسے وہ مجھکو ایک مکان مین لے گیا جسکے مالک وہی لوگ ہین جنکو کل تحصیلدار صاحب نے میری سربراہی کے لیے تحریر فرمایا تھا۔ اب وہ میرے مہربان مترجم صاحب رخصت ہوگئے۔

مکان پر مالکان مکان مسمیان شیخ اسمعیل بلتے مرکیال و محمد علی بلتے مرکیال منصفین سے ملاقات ہوئی۔ مین نے اُنسے پوچھا کہ "کیا آپ حضرات اُردو جانتے ہین"؟ بس میرا اتنا پوچھنا تھا کہ اُنھون نے آپسمین کچھ باتین کین اور ایک صاحب نے دوڑکر میرے لیے آئینہ لادیا۔ یقیناً اُنھون نے یہہ خیال کیا کہ مین سفر سے آیا ہون چہرہ پر گرد وغیرہ جمی ہوئی ہے شائد مُنھ دیکھنے کو آئینہ مانگتا ہون۔ اُنکے ایسا خیال کرنیکی وجہہ یہہ ہوئی کہ مین نے اُنسے پوچھتے وقت ہاتھ اُٹھا کر پوچھا تھا جیسا کہ اکثر گفتگو مین ہوتا ہے۔ انکی اس حرکت سے جب مین نے جانا کہ وہ اُردو سے ناواقف ہین تو مین نے اُنھین اشارہ سے کہہ دیا کہ "ضرورت نہین"۔

لیجائیے" اسکے بعد دوسرے صاحب نے بعد غور و تامل بسیار مجھے اشارہ سے
کھانا لانیکے لیے پوچھا مین نے بھی اُنھین اشارہ سے جواب دیا کہ "کچھ نہین چاہئیے
تکلیف نہ کیجیئے" ان لوگون نے جب یہہ بڑی عجب چپ کی حالت دیکھی تو یہانکے
مدرس صاحب کو جو اُردو جانتے ہین بلوا کر میرے پاس بٹھا دیا جنکے آنیسے مجھے اور
میرے معزز میزبانون کو ہر بات مین بڑی آسانی ہوئی۔ ایک بجے مین نے کھانا
کھالیا۔ چار بجے بستی سے ہوتا ہوا اسٹیشن گیا۔

یہہ فرنچ علاقہ ہے ۱۸۳۷ء مین چند اصاحب نے فرنچ کو دیا تھا۔ اسکی موجودہ
آبادی دس ہزار ہے۔ یہان اکثر لبابین آباد ہین جنمین شافعی المذہب زیادہ
ہین۔ ان لوگونکی زبان ٹیامل ہے۔ یہہ عربی خوب جانتے ہین۔ انھون نے شرعی
احکام کو عام لوگونکی سمجھ مین آنیکی غرض سے عربی حروف مگر ٹیامل زبان مین لکھ رکھا ہے
مین نے ایسی کتابین مطبوعہ دیکھین۔

اسٹیشن جانیکے ایک گھنٹہ بعد گاڑی روانہ ہوئی۔ رات کے آٹھ بجے مایاورم
پہنچا یہان میری نانی کے پھوپھیرے بھائی شمس العلماء مولوی سید حسن رضا صاحب
قبلہ مہتمم تعلیمات آئے ہوئے ہین جنکی ملازمت حاصل کرنیکا خیال مجھے مدراس
آنیکے پہلے ہی سے تھا۔

کل میرا خیال ہے کہ کڈلور ہر سے نمک کی کان دیکھتا ہوا پانڈیچری[1] جاؤن
حسن اتفاق سے مولوی صاحب قبلہ بھی بتقریب دورہ کل کڈلور جانیوالے ہین

[1] پھول چری۔

غرض انکا سیر اسا تھ ہو جائیگا۔

۱۸۔جون ۱۹۰۲ء روز چہار شنبہ

آج علی الصباح مولوی حسن رضا صاحب قبلہ اور مین اولڈ ٹون کڈلور روانہ ہوئے۔ دس بجے مقام ندکور تک پہنچ گئے۔ یہان مین نے دو گھنٹہ قیام کیا جس عرصہ مین مین نے نمک کی کیاریان وغیرہ دیکھلین اور بارہ بجے کی گاڑی مین نیو ٹون کڈلور گیا جہان پانڈی چری جانیوالی گاڑیان کرایہ پر ملتی ہین۔ گو کہ پانڈیچری پر ریلوے اسٹیشن ہے مگر کڈلور سے اگر گھوڑے کی گاڑی پر جائین تو ریل سے بہت جلد پہنچ سکتے ہین۔ اسلیے مین نے بھی ایک روپیہ آٹھ آنہ پر ایک گاڑی کرایہ سے لی۔ چار بجے پانڈیچری پہنچا۔ یہہ بھی فرنچ علاقہ ہے۔ ہندوستان مین متفرق مقامات پر فرنچ کے کل پانچ مقبوضہ جات یعنے پانڈیچری۔ کاریکال۔ یانام ماہی۔ مدراس پریسیڈنسی مین اور چندر نگور۔ بنگال مین ہین۔ ان کل مقامات کا رقبہ دو سو مربع میل اور آبادی دو لاکھ بچاسی ہزار ہے جنکے منجملہ صرف علاقۂ پانڈی چری کا رقبہ اکیسو مربع میل ہے۔ یہہ سب مقامات ایک گورنر کے زیر حکومت ہین جسکا مستقر پانڈیچری ہے جسکو ۱۶۷۲ء مین فرنچ نے بیجاپور گورنمنٹ سے ایک قطعۂ زمین لیکر آباد کیا تھا۔ پچھلی دو صدیون مین فرنچ سے انگریزون نے چار مرتبہ پانڈیچری کو لیا اور واپس کیا۔ آخری واپسی ۱۸۱۵ء مین ہوئی۔ گزشتہ دو صدیون مین فرنچ کی قوت ہندوستان مین انگریزون سے بہت بڑھی

چڑھی تھی - انکے علاقہ مین بہت سے ہندوستانی ممالک شریک ہو گئے تھے - انکو وسط سترھوین صدی مین بزمانہ ڈوپلے گورنر پانڈیچری بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی مگر جنگ وانڈی واش ۱۷۵۹ء سے زوال شروع ہوا - آخر ۱۷۶۹ء مین اُنکی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا - فقط یہی چند مذکورہ بالا مقامات اُنکے قبضہ مین رہگئی یہان سب سرکار عظمت مدار کا سکہ رائج ہے - اس گورنمنٹ مین سپاہیون کو اُنکی تنخواہ سے سہ چند وظیفہ ملتا ہے - اس گورنمنٹ سے یہانکی رعایا بہت خوش ہی اگر اس علاقہ کا کوئی خفیف مجرم انگریزی علاقہ مین یا انگریزی کا اس علاقہ مین آجائی تو اُسکے لیے پناہ ہے - مگر کوئی ڈاکہ یا خون کا ملزم ہو تو فوراً گرفتار کرکے بھیجدیا جاتا ہی ہان کسی زمانہ مین خونی وغیرہ کو بھی پناہ تھی - پانڈیچری اگرچہ کوئی آباد جگہ نہین مگر خوش وضع اور کچھ اس ترکیب سے آباد کیگئی ہے کہ جس موڑ پر چلے جایئے چوراہا ملیگا - آبادی مین صفائی کا بھی معقول انتظام ہے مگر سمندر کا کنارہ اُتنا ہی کثیف ہی پانی سے تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر سڑک سے دو ہاتھ اونچی ایک دیوار اُٹھائی گئی ہے جسکے اُس طرف میرے خیال مین تمام آبادی کی کثافت پڑتی ہوگی جو سڑک پر چلنے سے برابر نظر آتی ہے اور راستہ پر چلنے والیکو اُسکی بدبو بیچین کردیتی ہے - مین نے ابتک اتنے بندر دیکھے مگر کہین مدراس کے کنارہ کی سی صفائی اور دلچسپی نظر نہ آئی - واقعی مدراس کا بھی عجیب پرلطف کنارہ ہی - پانڈیچری کی مردم شماری پچاسی ہزار ہی -

مین یہانسے ساڑھے پانچ بجے واپس ہوا۔ آٹھ بجے کڈلور پہنچا اور رات ہی کی گاڑی مین مدراس روانہ ہوگیا۔

۱۹۔جون سنہ ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ

آج مین صبح کے سات بجے اگمور اسٹیشن پر اُترا۔ آج کا تمام دن یون ہی گپ شپ مین کٹا۔ بارہ بجے بُرہام منگوائی گئی تھی جو بالکل بیکار رہی اگر کچھ دیکھ لیا ہوتا تو مناسب تھا۔ صرف شام کو بیچ گیا۔

۲۰۔جون سنہ ۱۹۰۲ء روز جمعہ

آج مین اگریکلچرل[1] گارڈن دیکھنے سعید آباد گیا جو ضلع چنگل پٹھ کا مستقر ہے۔ افسوس کہ مین بارش کی وجہ سے باغ اچھی طرح نہین دیکھ سکا۔ آج تمام دن کم کم ترشح ہوتا رہا۔ واپسی مین آبزرویٹری[2] گیا جسکے دیکھنے کا مجھے بیحد شوق تھا لیکن میری بدنصیبی سے ابر گھرا ہوا تھا۔ بیچارے مینیجر نے کہا کہ "مجھے بتلانے مین کوئی عذر نہین مگر ابر سے مجبور ہون کیونکہ جب آسمان پر ابر رہتا ہے تو ستارے نظر نہین آسکتے"۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ بغیر اسکے دیکھنے کے حیدرآباد نہ جاؤن مگر نہین ہوسکتا۔ غالباً کل مدرسہ کھل جائیگا۔ میرا ارادہ آج بلدہ روانہ ہوجانیکا تھا۔ مگر جناب غلام علی صاحب قبلہ نے مجھے جانے سے روک دیا۔ کل انکی دعوت مین

[1] یہہ ایک باغ ہے جسمین قریب قریب جملہ اقسام کے درخت موجود ہین۔

[2] رصدگھر۔ جہان سے چاند تارے وغیرہ دوربینون سے دیکھتے ہین۔

شریک ہوکر چونکہ مجھے کبھی بجواڑہ پر سے جانیکا اتفاق نہین ہوا اسلیے اگر بجواڑہ پر سے جانیوالی گاڑی شام کو جاتی ہو تو شام ہی کو ورنہ ضرور پرسون صبح کی گاڑی مین حیدرآباد روانہ ہوجاؤن گا۔

۲۱-جون ۱۹۰۲ء روز شنبہ

آج صبح کو مین اپنے عزیز و اقارب سے رخصت ہولیا۔ بارہ بجے غلام علی صاحب قبلہ کے پاس میری دعوت تھی۔ اُنکی دعوت مین شریک ہوکر شام کو جانیوالی گاڑی کے متعلق دریافت کرنیکو ریلوے اسٹیشن پر ٹراموے مین گیا جسمین بیٹھنے کا مجھے مدراس آنیکی تاریخ سے خیال تھا۔

اسٹیشن پر دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ شام کو گڈس جاتی ہے جو صبح کی نکلی ہوئی گاڑی کے بعد پہنچتی ہے۔ پس مین کل صبح کے نو بجے کی گاڑی مین سوار ہوجاؤن گا۔

سہ پہر مین مدراس بیانک و جنرل پوسٹ آفس دیکھا۔ یون تو دونون عمارتین بھی قابل تعریف ہین مگر مدراس بیانک کا ہال مجھکو بہت پسند آیا۔ یہہ لائبریری کے ہال سے بہت مشابہ ہے۔

چار بجے وائی۔ یم۔ سی۔ اے (ینگ من کرسچن اسوسیئیشن) دیکھا۔ یہہ ایک سہ منزلہ مدراس کی بلندترین عالیشان عمارتون سے ہے۔ اسکی بلندی اسّی فیٹ ہے۔ اسکا منظر بہت ہی دلکش اور دلچسپ ہے۔ یہان اکثر غیر ممالک کے

طلبا، رہتے ہین۔ کرسٹین کالج مین خصوصاً اور پریسیڈنسی کالج مین عموماً پڑھتے ہین اُنکے رہنے کے لیے متعدد حجرے بنے ہوئے ہین۔ ہر ایک مین ایک پلنگ۔ میز کرسی اور ٹب رکھے ہین۔ کھانیکی فیس کے دو درجہ ہین۔ ایک بارہ روپیہ کا دوسرا چوبیس کا ہے۔ اس فرق کا اثر فقط کھانے پر پڑتا ہے۔ باقی کمرے اور سامان وغیرہ سب کیلیے یکسان ہین۔

۲۲۔جون ۱۹۰۲ء روز یکشنبہ

آٹھ بجے ماموں مولوی امجد علیصاحب قبلہ سے ملتا ہوا اسٹیشن گیا۔ اسٹیشن پر میرے چند کرم فرما موجود تھے۔ جناب موسیٰ رضا علیصاحب نے ٹکٹ لے لیا جسکے تھوڑی دیر بعد گاڑی روانہ ہوئی۔

آج کا تمام دن کچھ اس اُداسی مین گزرا کہ معاذ اللہ کیونکہ سوائے میرے پورے کمپارٹمنٹ مین کوئی نہین تھا۔ فقط مین ہی تن تنہا بیٹھا تھا۔ شام کے چھ سے آٹھ بجے تک ایک انجنیر صاحب کا ساتھ رہا۔ اتنا وقت اُن سی گفتگو مین اچھا گزرا۔ ہماری تقریر کا بڑا حصہ سرکار عالی کی دولت کے متعلق تھا۔

مجھے اُنکی زبانی یہہ سُنکے بڑی مسرت حاصل ہوئی کہ علاقہ مدراس مین جسقدر مسلمان عہدون پر مامور ہین بڑے راستباز اور پابند ضابطہ ہین۔

۲۳۔جون ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ

آج مین دو بجے دن کے مع الخیر حیدرآباد پہنچ گیا۔ فقط

قطعات تاریخ تحریر وطبع کتاب ثمرهٔ سیر مدراس

قطعهٔ تاریخ تحریر کتاب از نتائج افکار گہربار جناب فصاحت مآب مولوی سید اصغر حسین صاحب المتخلص بہ ناجی معتمد خانگی عالیجناب نواب فخر الملک بہادر

شجاعت علی کے دُر بے بہانے	بہت خوب حال سفر ہے لکھا یہہ
کہا سال ناجی نے اسکے سفر کا	سفرنامہ تحریر زیبا کیا یہہ ۱۳۲۰ھ

ولہ تاریخ طبع

پسر میر شجاعت علی عالی کا	ہو گیا طبع سفرنامہ بہت اسلوب
طبع کا مصرعِ تاریخ یہہ ناجی نے کہا	کیا سفرنامہ چھپا لطف الٰہی سے خوب ۱۳۲۱ھ

قطعهٔ تاریخ تحریر کتاب از نتائج افکار دُربار جناب بلاغت مآب مولوی مرزا غلام علی صاحب المتخلص بہ جوشش

عمل کردہ بر حکم فی الارض سیروا	تراب علی زد رقم سیر خود را
بگو سال خوش جوشش ازل بوترابی	ترابی سفرنامہ گل قلب افزا ۱۳۲۰ھ

ولہ

تراب درگہ حضرت علیؑ نے	لکھا افصح سفرنامہ جو اپنا
کہی یہہ جوشش نے تاریخ فی الفور	سفرنامہ مفید خلق زیبا ۱۳۲۰ھ

ولہ

تراب علی سید پاک نے — سفر نامہ لکھا مسرت ظہور
یہہ جوش طرب سے لکھا جوش نے — سفر نامہ ساز سفیر سرور ۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ تحریر کتاب از نتائج افکار ذی وقار شاعر باہنر جناب مرزا محمد تقی صاحب المتخلص بہ تقی

کرد تحریر تا تراب علی — جملہ آثار ملک کرناٹک
شد تقی سال آن سفر نامہ — گنج اسرار ملک کرناٹک ۱۳۲۰ھ

ولہ

سیاحت نامۂ چون جام جمشید — مرتب شد ز مہر مفخر الناس
رقم کردم تقی سالش بدیہہ — شارع آفتاب ملک مدراس ۱۳۲۰ھ

وله تاریخ طبع کتاب

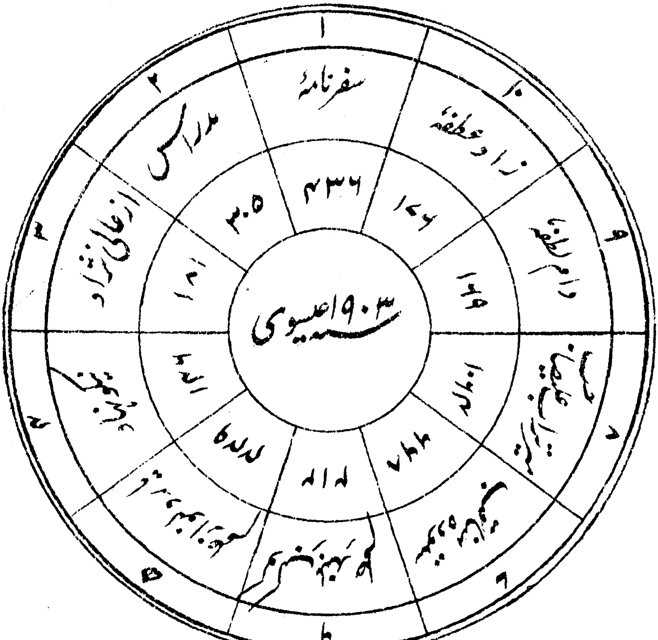

طریقهٔ استخراج تاریخ ازاین دائره این است که ازین ده خانه هر خانهٔ را که بخواهند مبداء قرار دهند و اعداد یک خانه بگیرند و یک خانهٔ درمیانه را ترک نمایند مثلاً اعداد خانهٔ نمبر ا و ۳ و ۵ و ۷ و ۹ جمع نمایند تاریخ شود بهمین طریق در هر دوره ده تاریخ برمی آید و در ده دوره صد تاریخ۔

قطعه تاریخ طبع کتاب من نتائج افکار گوهر بار شاعر شیرین زبان جناب میر غضنفر علی صاحب المتخلص به عجیب

مرے عزیز نے لکھا ہے وہ سفرنامہ — بجا ہے اسکو کہون گر مرقعِ عالم
بنا ہے صفحۂ قرطاس بزم اہل ہنر — عیان ہی سطر سے گویا ہی خط ساغر جم
ہر ایک لفظ ہے صد رشک خوشۂ پروین — ہر ایک نقطہ ہے خال سواد روئے صنم
کہین ہین معدن زر کی حکایتین مرقوم — رقم ہوی ہین کسی جا عجائب عالم
کہین ہے مردم خوش خلق کی صفت تحریر — کہین ہی شہر کی دلچسپیون کا وصف رقم
عجب کتاب لکھی ہے زہے فراست و فہم — ہر اک جگہ کے ہوئے ہین عجائبات رقم
ہوا ہی طول سفر انکی کم سنی مین یہہ — بچے ہوئے ہین نظر بین جہانکی بیش و کم
جو کوئی چشم حقیقت سے دیکھ لے اسکو — اُسے نہ سیر جہان کی ہوس رہی اک دم
تلاش جسکو ہو اعجوبہائے عالم کی — کتاب اُسکو حقیقت مین ہو یہہ فیض شمیم
عجیب کو جو ہوئی فکر سال طبع کتاب — کہا یہہ دل نے کہ کہدے "گل ریاض کرم" سنہ ۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ تحریر کتاب بصنعت توشیح من نتائج افکار گہربار شاعر ذی کمال جناب میر محمد علی صاحب المتخلص بہ لاغر

٧٠٠	ذی بصیرت نے باہنر نے لکھا	١
٦٠	سیر مدراس کا سفرنامہ	٥
١٠	یہہ سن و سال اور یہہ نکتہ رسی	١٠
٤٠	مرحبا کیا لکھا سفرنامہ	٥٠

٣٠	لکھی تاریخ گر کسی جا کی	١٠
٥٠	نام کو رہ گیا سفرنامہ	٥
٢٠	گر تمدن پہ بحث کی کیا دنگ	٢٠
١	آئینہ بن گیا سفرنامہ	٥
٣٠	لکھا ہر فقرہ چست اور باربط	٩
٥	ہو نہ کیون بے بہا سفرنامہ	٥
١	اس سے بہتر جہان مین اب کوئی	١٠
٢٠	کیا لکھے گا بھلا سفرنامہ	٥
٤	دیکھے منھ آئنہ مین اسکندر	٢٠٠
٣٠	لکھ سکیگا وہ کیا سفرنامہ	٥
٥٠	نظر آتے ہین من وعن حالات	٤٠٠
٣	جام جم بن گیا سفرنامہ	٥
٦٠	سیر فی الارض کا خلاصہ ہے	١٠
٤	دیکھے کوئی ذرا سفرنامہ	٥
٢٠٠	روئے انصاف سے لکھی تاریخ	٢٠٠
٢	پُر ز خوبی لکھا سفرنامہ	٥
سنہ ١٣٢٠ ہجری	١+ ١٣١٩ = سنہ ١٣٢٠ھ	سنہ ١٣٢٠ ہجری

تاریخ تحریر کتاب از نتائج افکار ذی وقار شاعر شیرین مقال جناب
میر محمد علی صاحب نجفی المتخلص بہ نشتر

تراب علی صاحب عزت وشان	سفر مختصر کرد و برگشت خندان
پئے سال او ہاتف نیک سیرت	بمن گفت ای نشتر پاک فطرت
بفرما ہمین مصرع مختصر را	سفر کرد بنوشت حال سفر را
	۱۹۰۲ء

بتاریخ بست ونہم ربیع الاول ۱۳۲۱ھ باتمام
رسید

صحت نامہ اغلاط سفرنامہ کرناٹک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱	۱۱	۲ جون روز دوشنبہ	۲ جون ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ
۲۲	۹	چانا	جانا
۲۸	۸	جوت دیئے	جوت دیے جائین
۳۴	۱	اُتار کر	اُتار اجاکر
"	۷	جانیکے	جانیکے لیے
"	۸	چار آنے کرایہ دینے پڑتے ہین	چار آنہ کشتی کا کرایہ دینا پڑتا ہے
۴۰	۵	سیّتلے	سُپتلے
۴۹	۲	۱۳-جون ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ	۱۲-جون ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ
۵۴	۸	لگائی گئی ہر	لگائی گئی ہین
۶۴	۱۳	بیان کرے	بیان کرے اور
"	۱۶	کیا لے گا	کیا کرایہ لے گا
۷۵	۹	افکار	افکار
۷۹	۱۲	سیرفی الارض	سیروا فی الارض

احکام رخصت

متعلقہ

ملازمین محکمہ جات ممالک محروسہ سرکار عالی

یہہ عمدہ اور نہایت کار آمد کتاب تقریباً دو ہفتہ ہوئے کہ تیار ہوئی ہے۔ ہر صیغہ کا ملازم اس سی فائدہ اُٹھا سکتا ہی۔ آجتک جسقدر گشتیان۔ رزولیوشنز و قواعد نافذ ہو چکے ہین اُنسے اس کتاب کی دفعات مرتب کی ہین اور آخر مین اُن سب گشتیات وغیرہ کی پوری نقلین درج ہین ہر ملازمت پیشہ شخص کا فرض ہی کہ ایک جلد اپنے پاس رکھے اور وہ نقصانات جو عدم واقفیت ضابطہ و قواعد سے پہنچتے رہتے ہین بچے۔ قبل از تیاری کثرت سے لوگ متقاضی تھے اور تیار ہونے پر ہاتھون ہاتھ خرید رہی ہین۔ جلد خرید لیے حجم سو صفحہ سی کچھ زائد چھپائی صاف خوشخط اور قیمت صرف.......... ۱۲/

اطلاع

اس مطبع مین نہایت حسن وخوبی و راستبازی سی کام ہوتا ہی اور نرخ بھی کم یعنے جیسی چھپائی ویسا نرخ۔ ایک دفعہ معاملہ کیجیے اور آزمایئے۔ جس حد تک وعدہ ہوگا اُس سی زیادہ کام کیا جائیگا۔ کام کا نمونہ یہی کتاب ہی جو آپکے ملاحظہ مین ہی۔

گزارشگر سید محمد طاہر رضا۔ مالک مطبع انوار الاسلام۔ روبروے عدالت دیوانی بلدہ